وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا (القرآن)

(اور تم اس عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کر کے نوچ ڈالا)

یعنی "رضاخانیت" والد احمد رضا کی عدالت میں

تالیف:

(حضرت مولانا) محمد اسرائیل قاسمی

استاذ مدرسہ مرقاۃ العلوم ۔ مئو

پسند فرمودہ

مناظر اسلام وخطیب عصر

حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب گیاوی

شائع کردہ

مکتبۃ الاظہر کریم الدین پور ۔ گھوسی، مئو

[illegible]

[illegible]

ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوۃ انکاثا (القرآن)

[illegible]

”رنگیلے مفتی نرالے فتوے“

یعنی ”رضاخانیت“ والدِ احمد رضا کی عدالت میں

تالیف:

(حضرت مولانا) محمد اسرائیل (صاحب) قاسمی

استاذ مدرسہ مرقاۃ العلوم ۔ مئو

پسند فرمودہ:

مناظر اسلام وخطیب عصر

حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب گیاوی

ناشــــر:

مکتبۃ الاظہر کریم الدین پور ۔ گھوسی، مئو

فہرست عناوین

نام کتاب: رنگیلے مفتی نرالے فتوے

نام مؤلف: (مولانا) محمد اسرائیل قاسمی

سن طباعت: شعبان ۱۴۲۷ھ

تعداد طبع اول: گیارہ سو

کمپوزنگ: بھارت کمپیوٹر بینک آف
بڑودہ کے سامنے صدر چوک۔ مئو

ناشر: مکتبۃ الاظہر کریم الدین پور
گھوسی۔ مئو

پریس: شیروانی آفسیٹ پریس۔ دہلی

تقریظ

ترجمان حنفیت حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازیپوری

مدیر دوماہی مجلہ ''زمزم''

مولانا محمد اسرائیل صاحب قاسمی گھوسوی مدظلہ استاذ مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو، موجودہ وقت کے ان چند گنے چنے لوگوں میں سے ایک ہیں جن کا بریلویت کے سلسلے میں مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اور بریلویت کے رازدروں سے وہ خوب واقف ہیں۔ ان کے دیار کے بریلوی علماء سے ان کا تحریری مناظرہ جاری رہتا ہے۔ بریلویت کے سلسلے میں ان کے کئی وقیع رسالے شائع ہوکر عوام میں مقبول ہو چکے ہیں۔

زیر نظر رسالہ بھی ان کا بڑا دلچسپ رسالہ ہے اور بریلویت کے بہت سے اندرونی اسرار کو ظاہر کرنے والا ہے۔

مولانا محمد اسرائیل صاحب قاسمی ہیں تو بہت متین اور سنجیدہ مگر ان کی تحریر بڑی نوک جھونک والی ہوتی ہے۔ اور اپنے مخالف کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں، اس کے خلاف ایسی ایسی حجتیں قائم کرتے ہیں اور شواہد مہیا کرتے ہیں کہ یا تو وہ تلملاتا ہے یا میدان چھوڑ کر بھاگتا ہے یا گالیاں دیتا ہے۔ حق کا قبول کرنا اس فرقہ میں چونکہ شاذ و نادر ہے، اس وجہ سے مولانا محمد اسرائیل صاحب کے مقابل پر بھی یہی تین حالتیں طاری ہوتی ہیں۔

ناظرین! کتاب پڑھیں اور لطف اٹھائیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسرائیل صاحب کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے۔

باطل فرقوں کا مقابلہ اس زمانہ میں ایک جہاد ہے، اگر نیت خالص ہو تو اللہ کے یہاں ایسے مجاہدین کا بڑا مقام ہے۔

(حضرت مولانا) محمد ابوبکر غازیپوری

۲/شعبان ۱۴۲۷ھ

مقدمہ

قارئین کرام! یہ واقعہ ہے کہ ''رضاخانیت'' اسلام کے خلاف ایک انتہائی خطرناک اور بہت گہری سازش کے تحت معرض وجود میں آئی ہے جس کا مقصد وجود جہاں ہندوستان میں انگریز کا مستقل اور دائمی تسلط تھا وہاں اسلام کی بیخ کنی بھی ہے۔ اس تحریک کیلئے کوئی نیا عنوان اختیار نہیں کیا گیا بلکہ سنی حنفی کے جعلی لیبل کے زوردار پرچار کے ساتھ جہالت کے باعث مسلم عوام میں رائج خلاف شرع رسومات اور شرکیہ افعال ورجحانات کو قرآن وحدیث میں کھلی تحریف وخیانت کے ذریعہ دین قرار دے کر عوام میں اپنی پیشوائی کا مقام حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علماء حق کی بے غبار عبارتوں میں بھی تحریف وخیانت اور کاٹ چھانٹ کر کے عوام کو مجاہدین آزادی سے متنفر کرنے کیلئے اپنی پوری زندگی اور ساری ذہنی توانائی بے دریغ جھونک دی گئی تھی۔

اس ناپاک تحریک کے بانی اور امام کو کیا خبر تھی کہ ہندوستان کیلئے انگریز کے ناپاک قدم سے پاک ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ اور انگریز سے پہلے ہی میں خود بھی اپنے کیفر وکردار کو پہونچ جاؤں گا۔

البتہ بانی رضاخانیت کے باطل دین ومذہب کے بیج کیلئے عوام کی جہالت ایک بڑی زرخیز زمین ثابت ہوئی۔ اور یہ بیج بہت جلد ایک درخت کی صورت اختیار کر گیا۔ لہذا اس کو مزید تناور بنانے کیلئے اپنے کارندوں کو یہ زوردار وصیت کی گئی کہ میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا ص:۲۶)

اسی سلسلہ کی ایک کڑی گھوسی میں بھی ہے جہاں اہل حق کے خلاف اشتہار اور کتابچہ وغیرہ کے ذریعہ برابر فتنہ انگیزی ہوتی رہتی ہے، اس کے انسداد کیلئے والد احمد رضا بریلوی حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب کی کتابوں سے حسب ضرورت اہل حق کی طرف سے بشکل اشتہار دنداں شکن جوابات دیئے گئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں آج رضاخانیوں پر مہر سکوت لگی ہوئی ہے۔ اب افادہ عام کی غرض سے ان تمام اشتہارات کو مناظر اسلام حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب گیاوی مدظلہ ولطفہ کے مشورہ سے کتابی شکل دی جارہی ہے۔ اس کتاب کا نام مولانا ہی کا تجویز کیا ہوا ہے۔ مولانا خود بھی اہل گھوسی سے خوب واقف ہیں۔ قریب تیس سال سے بلاناغہ گھوسی میں مولانا کی آمد رضاخانیوں کیلئے موت کا پیغام ہوتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد اسرائیل قاسمی

مدرسہ مرقاۃ العلوم۔ مئو

۱۰/شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

مولوی ضیاء المصطفٰے گھوسوی کی علمی دیانت اور ایمانی غیرت کو چیلنج

تڑپ جو دل کی دکھاؤں تو وہ بگڑتے ہیں
کروں جو ضبط تو کہتے ہیں بیقرار نہیں

قابل احترام ناظرین کرام! مولوی ضیاء المصطفٰے گھوسوی کے زیر سرپرستی ۲۰۰۱ء سے (سہ ماہی امجدیہ گھوسی) کے نام سے ایک اردو پرچہ شائع ہوتا ہے۔ جس کے ٹائٹل پر رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت کی تاکیدی وصیت کے برخلاف (مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان) لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ وصیت تو یوں ہے کہ (میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے) (وصایا ص:۸) یعنی انھوں نے اپنا ایک مستقل دین و مذہب چھوڑا ہے نہ کہ کوئی مسلک۔

بہر حال مولوی ضیاء المصطفٰے اپنے اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنے کا ثبوت دیتے ہوئے ایک لایعنی سوال کے ہذیانی جواب میں لکھتے ہیں کہ "بد مذہبوں اور مرتدین مثل دیابنہ وہابیہ سے قطع تعلق قرآن کریم کے حکم صریح کے عین مطابق ہے اور یہی احادیث کریمہ میں بھی وارد ہوا ہے" ج:۲ش:۷ص:۱۵۔ یعنی تمام دیوبندی کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہیں یہی نہیں بلکہ قرآن وحدیث میں بھی ان سے تعلق نہ رکھنے کا صاف صاف حکم موجود ہے۔ العیاذ باللہ۔ کیا دیوبندیوں کے بارے میں اس طرح کی بکواس کوئی مسلمان یا صحیح الدماغ انسان کرسکتا ہے الّا یہ کہ وہ اسلام کا بدترین دشمن یا کوئی لاعلاج پاگل ہو۔ ایک دوسرے شمارے میں ہے کہ "شادی کا اجتماعی پروگرام جس میں سنی (رضائی خانی) وہابی، دیوبندی، تبلیغی سب شریک ہوتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نکاح و رشتہ داری قائم کرتے ہیں۔ یہ سب ناجائز و حرام ہے۔ اور اب تک جن مسلمان (رضا خانی) مردوں اور عورتوں کا وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے ساتھ نکاح ہوا وہ سب باطل محض ہے۔ اور اس فرضی نکاح کے سبب جو تعلقات زوجیت قائم ہوئے وہ سب بھی زنائے خالص و حرام ہے۔ اس لئے جن سنی (رضا خانی) مردوں، عورتوں نے وہابیوں اور دیوبندیوں کے ساتھ نکاح کیا ہے، وہ فوراً بلا تاخیر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور کسی سنی (رضا خانی)

لڑکی سے نکاح کرلیں۔ اور مسلم (رضا خانی) عورتیں طلاق حاصل کئے بغیر جب چاہیں سنی صحیح العقیدہ (شرک پسند رضا خانی) مرد سے نکاح کرسکتی ہیں۔ انھیں عدت گزارنے کی ضرورت نہیں کہ عدت نکاح کی ہوتی ہے۔ اور یہاں نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں" (ج:۳ش:۹ص:۱۲۔۱۳) اس تحریر کے اختتام پر فقیر ضیاء المصطفٰے کا تصدیقی دستخط موجود ہے۔ یہاں بھی وہی اسلام کی شدید ترین دشمنی یا دماغی خلل کا گہرا اثر کارفرما ہے۔

سوال: ہم پوچھتے ہیں کہ دیوبندیوں کو کافر و مرتد کہنے کی آخر وجہ کیا ہے؟ کیا یہ کہ وہ عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل وغیرہ ہونا جو خاص خدا کی صفات ہیں خدا کے سوا کسی بھی بزرگ ہستی کیلئے تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح آنحضور ﷺ کی تخلیق خاک سے مانتے ہیں نہ کہ نور سے اور آپ ﷺ کو انسان اور بشر مانتے ہیں نہ کہ کوئی دوسری مخلوق، کیا اہل سنت والجماعت کی کسی بھی معتبر عقائد کی کتاب سے یہ بات ثابت کی جاسکتی ہے کہ جو آنحضور ﷺ کو عطائی طور پر عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل وغیرہ نہ مانے وہ کافر و مرتد ہے، اور جو آپ ﷺ کو خاکی بشر مانے وہ اسلام سے خارج ہے؟ یا دیوبندیوں کو کافر و مرتد کہنے کی وجہ وہ کفری عبارتیں ہیں جو از راہ خیانت علمائے حق کی طرف غلط منسوب کیجاتی ہیں اور جو یقیناً کفری ہیں اور ان پر کفر کا فتویٰ بھی بجا ہے۔ لیکن وہ تو درحقیقت آپ کے اعلیٰ حضرت کی خود اپنی تصنیفات ہیں نہ کسی دیوبندی کی کسی کتاب میں اور واقعہ یہ ہے کہ اسی حقیقت پر پردہ ڈالنے کیلئے شروع سے آج تک پوری جماعت بدحواس ہے۔ اگر علمائے حق پر ان جھوٹے الزامات کی ذرہ برابری بھی کوئی حقیقت ہوتی تو سو برس کی ناکام محنت کے باوجود عوام کو اپنے دام فریب میں پھانسے رکھنے کیلئے وقت کے بہروپئے آج بھی دن رات بدحواس نہ رہتے۔ لہذا ہر روز رضا خانیت کی ناپاک کوکھ سے ہزار نام نہاد علامہ جنم لیتے رہیں۔ ان ساری بکواس سے دیوبندیوں کو کیا نقصان پہونچنے والا ہے، ان تمام خرافات کو تو جانا ہے آپ کے اعلیٰ حضرت کے سیاہ کھاتے میں۔

پڑا دل جلوں سے کبھی تجھے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو میرا نام نہیں

حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب رحؒ کے عقائد

مولانا مرحوم لکھتے ہیں کہ: (۱) سب علم کسی کو حاصل نہیں ہوتا، کیا تو نے نہ سنا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو حکم ہوتا ہے: قل رب زدنی علما۔ اگر حالت منتظرہ باقی نہ رہتی طلب زیادت محال تھی۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح ص:۳۸۸)

مولانا مرحوم خدا کے سوا کسی کے بھی حق میں ہر چیز کا علم نہیں مانتے اور مثال کے طور پر آنحضور ﷺ کی مقدس ذات کو پیش کرتے ہیں اور بطور دلیل کے قرآن کی آیت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر آپ کیلئے ہر چیز کا علم مانا جائے تو قرآن کی یہ آیت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔
(۲) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب قریش مجھ سے بیت المقدس کے وہ حالات پوچھنے لگے جن کی طرف میں نے التفات نہ کیا تھا اور مجھے محفوظ نہ تھے تو مجھے اس قدر رنج ہوا کہ کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ اللہ تعالی نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا کہ جو کچھ وہ پوچھتے، بے تکلف جواب دیتا (اوضح ص:۷۰) مولانا بتانا چاہتے ہیں کہ نہ آپ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر کیوں کہ قریش کے سوال کے وقت نہ آپ بیت المقدس میں موجود تھے نہ ان حالات کا علم ہی تھا جن کا قریش نے سوال کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو رنج اور بے انتہا پریشانی ہوئی۔ البتہ اس وقت اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے بیت المقدس کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کے رنج کو دور فرما دیا۔ کیا حاضر و ناظر کے سامنے کوئی چیز پیش کرنے پر اسے علم ہوتا ہے؟ (۳) نجاشی بادشاہ حبشہ جس وقت مرے آپ نے مدینہ شریفہ میں یاروں سے فرمایا: اٹھو! تمھارا بھائی نجاشی مر گیا اور بقیع میں جا کر ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ (فائدہ) اسی جگہ سے شافعیہ جنازۂ غائب کی نماز جائز جانتے ہیں اور حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس وقت آپ کے اور جنازۂ نجاشی کے بیچ سے پردہ اٹھا لیا کہ جنازہ آپ کو نظر آنے لگا (الکلام الاوضح ص: ۲۹۳۔۲۹۴، سرور القلوب فی ذکر المحبوب طبع اول ص: ۲۱۳، طبع جدید ص: ۳۰۵) مولانا فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نہ شوافع کے عقیدے میں حاضر و ناظر ہیں نہ احناف کے عقیدے میں۔ شوافع کے عقیدے میں اس لئے نہیں کہ نجاشی بادشاہ کا جنازہ حبشہ میں تھا اور آپ نے نماز ادا فرمائی مدینہ شریفہ میں۔ لہذا یہ جنازۂ غائب کی نماز ہوئی اور ہم احناف کے عقیدہ میں اس لئے حاضر و ناظر نہیں کہ چونکہ نماز کے وقت اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے پردہ اٹھا لیا تھا جس کی وجہ سے جنازہ نظر آنے لگا۔ لہذا یہ جنازۂ غائب کی نماز نہ ہوئی۔ کیا حاضر و ناظر کیلئے بھی کوئی پردہ حائل ہوا کرتا ہے۔ (۴) اگر یہ کلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حضور ﷺ باوجود وعدۂ فردا کے اس قدر مدت دراز تک کافروں کے جواب سے کیوں سکوت فرماتے اور دشمنوں کی طعن و تشنیع گوارہ کیوں کرتے، کوئی عقل مند اپنے اختیار سے دشمنوں کی ملامت نہیں اٹھاتا اور ان کو اپنے پر نہیں ہنسواتا، پس یہ امر کی حضرت اس امر میں مجبور اور منصب رسالت پر خدا کی

طرف سے مامور ہیں، بخوبی ثابت ہوا۔ (اوضح ص:۶۵) مولانا مرحوم آنحضور ﷺ کو خدا کی طرف سے جہاں منصب رسالت پر مامور اور پابند سمجھ رہے ہیں وہاں آپ کو مجبور بھی کہہ رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ آپ کا مامور اور مجبور ہونا بہت اچھی طرح ثابت ہوا، کیا مجبور بھی مختار کل ہوا کرتا ہے۔ اور کیا آپ کے اعلی حضرت کے دین و مذہب کی رو سے نائب مطلق، مختار کل اور خدا کی طرح مالک کو مجبور کہہ کر مولانا نقی علی خاں صاحب نے رسول ﷺ کی کھلی توہین نہیں کی؟ کیا رسول کی توہین کر کے مولانا نقی علی خاں صاحب مسلمان رہ گئے؟ کیا یہاں بھی آپ کا فرضی عشق رسول ﷺ کچھ مصنوعی کروٹیں لیگا؟ (اوضح ص:۱۹۲۔ سرور القلوب قدیم ص: ۱۵۵۔ جدید ص: ۲۲۶، ص:۲۰۲)۔ (۵) اپنی حاجت اسی سے طلب کر کہ جو پیدا کر سکتا ہے حاجت بھی روا کر سکتا ہے۔ بندہ خود مخلوق ہے۔ اور مخلوق کو احتجاج لازم اور جو خود محتاج ہے دوسرے کی حاجت روائی کس طرح کر سکتا ہے۔ (اوضح ص:۴۰۲) مولانا صرف خدا کو حاجت روا سمجھتے ہیں اور تمام انبیاء اور اولیاء کو محتاج کہتے ہیں۔ اس میں انبیاء واولیاء کی شان گھٹی یا نہیں؟ مولانا مسلمان رہے یا نہیں؟

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اعلی حضرت کا پر فریب دین و مذہب

(۱) قرآن و حدیث سے زبردستی انبیاء کرام واولیاء عظام کو عطائی طور پر عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل، حاجت روا اور مشکل کشا ہونا وغیرہ صفات سے متصف ثابت کرنا، حالانکہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ خود مولانا نقی صاحب کے عقائد سے بھی ظاہر ہے۔ (۲) صحیح اسلامی عقائد پیش کرنے والوں کو انبیاء واولیا کا مرتبہ گھٹانے والا بتا کر حقیقت سے ناواقف عوام کو بھڑکانا اور انھیں اہل حق سے دور رکھنا۔ (۳) علمائے اہل حق کی طرف ایسے گندے گندے عقائد منسوب کرنا جنکا انکی کتابوں میں نہ کہیں نام و نشان ہے نہ کسی باہوش انسان کے دل و دماغ میں ان کا گذر ہی ہو سکتا ہے۔ اگر کبھی کسی بد طینت نے اسلام اور داعئ اسلام اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں معمولی بھی کوئی ہتک آمیز بات کہی تو فوراً دنیائے اسلام چیخ اٹھی۔ آج بھی علمائے دیوبند کی ساری کتابیں عام ہیں پھر بھی وہ پوری دنیاں میں مسلمان ہی سمجھے اور صحیح اہل سنت والجماعت ہی تسلیم کئے جاتے ہیں۔ خود حکومت ہند بھی ہندوستان میں اگر کسی

جماعت سے مرعوب ہے تو وہ علماء دیوبند ہی ہیں۔ امریکہ نے بھی اسلام دشمنی میں علمائے دیوبند ہی کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کا کوئی بھی حقیقت پسند انسان کبھی انکار نہیں کر سکتا۔

ابھی کل کی تازہ بات ہے کٹیہار دلکولہ کے سہ روزہ معرکۃ الآراء میدان مناظرہ میں دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ”تحذیر الناس“ کتاب کے اندر اپنے مواقع پر کس معنیٰ میں ختم نبوت کو بیان کیا جا رہا ہے اور فریق مخالف کے مناظر مطیع الرحمٰن نے ہر بار ادھوری عبارت پڑھ کر غلط معنیٰ ثابت کرنے کی کیسی ناپاک کوشش کی اور عوام میں اپنا بھرم قائم رکھنے کیلئے مسلسل دو روز تک کس بے حیائی کیساتھ ایک ہی رٹ لگائے رکھی۔ حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب والد احمد رضا کی دو کتابیں ”سرور القلوب اور الکلام الاوضح“ پیش کئے جانے کے باوجود اپنی بات بنانے کیلئے مسلم شریف کی حدیث کا غلط ترجمہ کیا گیا، بدحواسی کا یہ عالم کہ اس دنیا میں نزول کیوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت نبوت ہی کا انکار کر دیا گیا حالانکہ ایمان کیلئے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بحیثیت نبوت ہی ایمان لانا ضروری ہے۔ حیثیت نبوت کے بغیر کسی فرد بشر پر ایمان لانا کب ضروری ہے؟ ایسی صورت حال میں تیسرے روز کا مناظرہ ملتوی کروانے اور میدان مناظرہ سے بھاگنے کی ضرورت سلطان المناظرین حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب گیاوی کو تھی یا نام نہاد علامہ صدر مناظرہ وغیرہ کو، اس پر غضب یہ کہ مدرسہ امجدیہ گھوسی سے (مشترکہ انتظامیہ مناظرہ کمیٹی) کا فرضی نام دے کر جو پرفریب اشتہار شائع کیا گیا اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کی حیثیت سے آنے کا انکار موجود ہے، کیا کوئی نبی نبی رہنے کی صورت میں نبی کی حیثیت سے خالی بھی ہو سکتا ہے۔ ہر نبی ہر آن نبی ہی کی حیثیت کے ساتھ ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور یقیناً وہ شریعت محمدیہ کے تابع بھی ہوں گے اور ساتھ ہی وہ نبی کی حیثیت سے بھی ہوں گے۔

یہ تو صرف آپ کے اعلیٰ حضرت کے دین ومذہب ہی کی خصوصیت اور اسکا تقاضا ہے کہ ہر فرض سے اہم فرض سمجھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی کی حیثیت سے آنے کا انکار کر کے بھی اس پر مضبوطی سے قائم رہا جائے۔ یہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ بخوبی انجام بھی دے رہے ہیں۔ اس کے لئے جشن فتح بھی منانا ضروری تھا۔ لیکن ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی حقانیت اور اس کی سربلندی جھوٹ اور فریب سے بے نیاز ہے اور کسی سچے مسلمان کو اپنا بھاؤ بنانے کیلئے دجل وفریب کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو باطل کا خاصہ اور اس کا اپنا مقدر ہے کہ وہ صرف دروغ سے فروغ پاتا ہے۔

مولوی ضیاء المصطفیٰ اپنے کو علامہ کہلواتے ہیں، آخر وہ کون سا وقت اور کون سی ایسی جگہ اور حالت ہے جہاں ان کے علامہ ہوتے ہوئے بھی علامہ بننے کی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ کیا مولوی ضیاء المصطفیٰ بذات خود اور بشکل اشتہار سنجیدگی اور متانت کے ساتھ ہماری ان تمام مذکورہ باتوں کا جواب دینا پسند کریں گے؟ لیکن ہمیں مطلقاً اس کی توقع نہیں کیوں کہ ان کے ساتھ بہت بڑی مجبوری ہے، وہ یہ کہ سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ سوال وجواب کی صورت میں عوام اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے کہ خدا کے سوا کسی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر وغیرہ ماننا خالص شرکیہ عقائد ہیں۔ اور اس کے لئے قرآن وحدیث میں صرف تحریف کی جاتی ہے اور یہ کہ علمائے دیوبند کی ساری عبارتیں بے غبار ہیں ان میں صرف خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ ظاہر ہے ان حقائق سے واقفیت کے بعد عوام کا کیا ردعمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کی پیش بندی کیلئے انہیں اپنے اعلیٰ حضرت کے دین ومذہب پر مضبوطی سے قائم رہنے کیلئے اپنے اعلیٰ حضرت کی ہی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔ چنانچہ ان کے اعلیٰ حضرت دیوبندیوں کے بارے میں لکھتے ہیں: (۱) بلاشبہ اس سے دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور کرنا اس سے بغض، اس کی اہانت، اس کا رد فرض ہے اور توقیر حرام وہدم اسلام (عرفان شریعت ح: دوم ص: ۳۷-۴۷) (۲) ان میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے (حسام الحرمین ص: ۹۰) (۳) ان کا قتل واجب ہے بلکہ وہ ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے۔ (حسام الحرمین ص: ۹۶) یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ عوام کو مشتعل کر کے انہیں استعمال کیا جائے تاکہ سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ سوال وجواب کی نوبت ہی نہ آئے۔ اور کسی طرح اپنا بھرم قائم رہے۔

آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنے جس خاص ہنر سے دیوبندیوں کو کافر بنایا ہے ان کی روش پر چلتے ہوئے کوئی بھی دین ودیانت کا دشمن ہر مصنف کی کتاب سے کفری عبارت بنا کر کفر کا فتویٰ لگا سکتا ہے، اور اپنے اس گھناؤنے عمل کو وہی شخص اپنا کمال سمجھ کر دوسروں کو اپنا جھوٹا فتویٰ منوانے کی کوشش کرتا رہے گا جو اپنی آخرت برباد کر چکا ہو۔ ہم یہاں پر اعلیٰ حضرت کی تحریف و خیانت میں مہارت اور فن کاری کا صرف نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ورنہ ہم ایسی ذلیل حرکت سے ہزار بار توبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت غلام احمد قادیانی کی عقیدت میں لکھتے ہیں کہ: ”ابتداءً مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور واللہ اس نے سچ کہا“ (حسام الحرمین ص: ۱۶) غلام احمد قادیانی کا کوئی بدنصیب امتی ہی ہوگا جو خدا کی قسم کھا کر اس کو سچا نبی کہے گا اور اسی کے مذہب پر ایمان بھی رکھتا ہوگا۔ نیز اس کی حمایت میں لکھتے ہیں: چار سو انبیاء کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہو چکی ہیں (

حسام الحرمین ص:۱۸) لاحول ولا قوۃ الا باللہ، پھر لکھتے ہیں کہ: عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں (ص:۱۸) معاذ اللہ تعالیٰ۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کٹیہار دلکولہ کے مناظرہ میں بڑی آسانی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کی حیثیت سے آنے کا صاف انکار کر دیا گیا۔ ہم نے یہ عبارتیں جوں کی توں نقل کر دی ہیں۔ ایسا نہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کی طرح کوئی ایک لفظ بڑھا دیا ہو یا کوئی لفظ نکال دیا ہو۔ کیونکہ ہمیں اعلیٰ حضرت نہیں بننا ہے۔ کیا آپ قیامت تک ان حوالوں کو غلط ثابت کر سکتے ہیں؟ اور کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ حسام الحرمین میں آپکے اعلیٰ حضرت نے یہ عبارتیں نہیں لکھی ہیں؟ کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص کافر نہیں ہے؟ کیا ایسے شخص سے قطع تعلق قرآن وحدیث کے عین مطابق نہیں ہے؟ کیا ایسے شخص سے کسی مسلمان لڑکی کا نکاح حرام نہیں ہے؟ کیا ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کرنا کفر نہیں ہے؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ناظرین کرام! احمد رضا کے دین ومذہب اور ان کی تعلیمات کے کچھ نمونے پیش کر دیئے گئے ہیں جن سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امت مسلمہ کو کس نے فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے؟ اور جن لوگوں نے ایسے شخص کو اپنا اعلیٰ حضرت بنا رکھا ہے وہ سنجیدگی اور متانت اور انسانیت و شرافت کہاں سے ادھار لائیں گے؟ اس لئے وہ بیچارے مجبور ہیں کہ گالیاں بکنے کیلئے کرایہ کا کوئی ٹٹو بطور ڈھال کے استعمال کریں۔

لیکن احمد رضا کے والد حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب ” کتنے پتے کی بات کہہ گئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”اہل بدعت کی برائیوں سے ہے کہ بعض ان کا بعض کو کافر کہتا ہے، اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے“ (الکلام الاوضح ص:۳۰۷) آخر باپ بیٹے کی فطرت اور ذہنیت میں اتنا الٹ معاملہ کیوں ہے؟ اس کو بھی انہوں نے صاف کر دیا ہے: فرماتے ہیں کہ: باپ دادا کا کمال اولاد میں نہیں آتا۔ (سرور القلوب طبع اول:۱۲۹، طبع جدید ۱۹۱) اللہ تعالیٰ عوام کو سنجیدگی کے ساتھ پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو   اب آگے چاہو مانو یا نہ مانو

مولوی ضیاء المصطفےٰ کی بوکھلاہٹ اور اصل مدعیٰ سے انحراف

لاکھ زلفوں کو سنوارے بھی تو کیا ہوتا ہے
حسن انسان کا جب تک کہ خداداد نہ ہو

ناظرین کرام! مولوی ضیاء المصطفےٰ نے جو دو سال سے اپنا ایک سہ ماہی پرچہ ”امجدیہ گھوسی“ کے نام سے جاری کر رکھا ہے جس کا مقصد ہی صرف فتنہ پروری، محض اشتعال انگیزی، خالص زر اندوزی اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی سراسر ہوسنا کی ہے۔ اس میں دیوبندیوں کے خلاف مسلسل زہر افشانی اور ناگفتنی سے کام لیا جا رہا ہے اور دیوبندی اسے صرف اس لئے نظر انداز کرتے اور خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ وہ ساری بکواس ”قہر درویش بر جان درویش“ کا صحیح مصداق ہے تو اس میں ان کو بڑا سکون ملتا ہے۔

ہم نے از راہ ہمدردی ان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب کو پھیلا کر مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم نہ کیجئے۔ کیونکہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا اور دور و نزدیک سے ہر وقت ہر ایک کی ہر پکار سننا، حاجت روا ہونا یہ صرف خدا کی شان ہے۔ خدا کے سوا کسی بھی بزرگ ہستی میں ان صفات کو ماننا کھلا ہوا شرک ہے۔ اس عقیدہ کے ساتھ دنیا سے جانیوالا کفر پر مرتا ہے۔ اسلام کے سارے مسائل خواہ وہ عقائد سے متعلق ہوں یا اعمال سے، اہل سنت والجماعت کی معتبر کتابوں میں مدون اور محفوظ ہیں۔ آج کسی کو براہ راست قرآن وحدیث سے اپنے طور پر تک بندی کر کے دین کے نام پر کوئی بات پیش کرنے اور ثابت کرنے کا حق بالکل حاصل نہیں ہے۔

لہٰذا اہلسنت والجماعت کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت کیا جائے کہ خدا کے سوا کسی اور کے بارے میں مذکورہ عقائد نہ رکھنے والا کافر و مرتد ہے۔ یہ ایمان وعقیدہ کی بات ہے۔ بذریعہ عرس پھوکٹ کی آمدنی کا معاملہ نہیں ہے۔ ساتھ ہی ہم نے ان کے اعلیٰ حضرت کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب کے عقائد بھی پیش کر دیئے ہیں۔ ایک عبارت یہاں بھی غور سے پڑھیے، وہ فرماتے ہیں کہ:

''اپنی حاجت اسی سے طلب کر جو پیدا کر سکتا ہے، حاجت روا بھی کر سکتا ہے۔ بندہ خود مخلوق ہے اور مخلوق کو احتیاج لازم ہے۔ اور جو خود محتاج ہے دوسروں کی حاجت روائی کس طرح کر سکتا ہے۔ (الکلام الاوضح ص:۴۰۲)''

مولانا خدا کے سوا کسی نبی، ولی کو حاجت روا نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ انبیاء، اولیاء سب مخلوق اور محتاج ہیں۔ کسی دوسرے کی حاجت روائی کیسے کر سکتے ہیں۔ اس لئے صرف خدا سے مانگنے کی تعلیم اور دعوت دے رہے ہیں۔ مولانا نقی علی خاں صاحب کا یہ عقیدہ اور ان کا اس کی دعوت دینا اسلامی عقیدہ ہے یا نہیں۔ اس سے ہر شخص خود ہی فیصلہ کر لیگا کہ ان کے اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب کیا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ عقائد کے بارے میں دو ٹوک کوئی بات بیان کرتے اور اپنا اور اپنے اعلیٰ حضرت کا نامۂ اعمال مزید سیاہ نہ کرتے۔ بیچارے آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔ ان کا چین غارت اور نیند حرام ہو رہی ہے۔ اپنا اشتہار دوسرے کے نام سے شائع کرا کے یوں اپنی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ ''گذشتہ کئی مہینوں سے گھوسی میں امن وامان کی صورت حال بہت بہتر تھی۔ ہر فرقہ اپنے مسلک کے مطابق امن کی زندگی گزار رہا تھا، نہ کوئی کسی کو چیلنج دے رہا تھا نہ کسی کے خلاف پوسٹر شائع کر رہا تھا۔ مگر امریکہ کے ایجنٹ ''اسرائیل'' کو یہ صورت حال بالکل پسند نہ آئی واہ رے امن وامان کے ٹھیکیدار! جس کا وجود ہی سراسر فتنہ وفساد ہے۔ ستر چوہا کھا کے بلی چلی حج کرنے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت نبوت کا انکار کر کے جشن فتح۔ صرف تبرا بکنے کے واسطے مختلف عنوان سے کھچیا بھر کے جلسے۔ امجدیہ پرچہ میں اہل حق کے خلاف گندے مضامین کی بھرمار، یہ سب امن وامان کیلئے ہے؟؟؟ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے! امریکہ کا تذکرہ بھی خوب کیا۔ اپنے محسن اعظم کو بھلا آپ کیسے فراموش کر دیتے۔ کسی بہانے اس کا ذکر خیر تو آپ کو کرنا ہی چاہئے۔ آخر اس کے بغیر ایک کروڑ کی لاگت سے نمائشی مسجد بنے گی کیسے؟

ہمیں بے حد خوشی ہے کہ ضیاء المصطفیٰ کو ہم سے دہشت ہو رہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ باطل ہمیشہ حق سے خائف اور دہشت زدہ رہا ہے۔

اشتہار کی سائز کا اشتہار کی سائز سے مقابلہ کرنے کیلئے جہالت کی پوٹ ''المصباح الجدید'' جیسی کتابوں سے کچھ گھسے پٹے جاہلانہ اعتراض نقل کر کے اشتہار کو خواہ مخواہ بھرنے کی

کوشش کی گئی ہے۔ نیز مزید پچاسوں اور بھی کتابوں کے مطالعہ کی دعوت دی گئی ہے جس کے جواب میں آپ کی تفریح طبع کیلئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ حق کے پرستاروں کو بھیاروں کی کتابوں سے کیا لینا دینا، اب تک آپ گندگی کے کس نودر میں پڑے ہوئے ہیں؟ علماء دیوبند کو زیادہ سے زیادہ گالیاں دینا تو آپ کا مذہبی فریضہ ہے۔ ہم آپ کے مذہب میں مداخلت کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ اگر آپ گالیاں نہ بکیں تو ہمیں تعجب ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب کا ٹھیکیدار تو گندی زبان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ آخر وہ اب گالیاں کیوں نہیں بکتا۔

خدارا! اب ان مسلمانوں پر رحم کیجئے جو آپ کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھ کر دین کے ہر معاملہ میں آپ پر اعتماد کرتے ہیں اور اپنا برسوں کا وہ حربہ جو علمائے دیوبند کی عبارتوں میں شرمناک خیانتوں کے ذریعہ مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کئے رکھنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تا کہ وہ اصل حقیقت اور اسلام کی روح سے واقف اور آشنا نہ ہو سکیں، ترک کیجئے ناٹک بازی کر کے مسلمانوں کے ایمان سے کھلواڑ نہ کیجئے۔

میں خود غرض نہیں مرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

رضاخانیت کا کینسر اور اس کا موثر علاج

دنیائے رضاخانیت بشرط ایمان و دیانت درج ذیل باتوں کو غلط ثابت کرے۔

ناظرین کرام! مولوی ضیاء المصطفیٰ نے اپنے مدرسہ امجدیہ کے ایک ملازم ابوالحسن بہرائچی سے بنام (بدمذہبوں سے میل جول) ایک کتاب لکھوائی ہے جو از راہ مصلحت نام نہاد (ادارہ اسلامی سیوان) سے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب میں بانی رضاخانیت احمد رضا بانس بریلوی کی زندگی بھر کی کمائی کے زٹیل اور سڑیل مال کے سوا کوئی نیا میٹریل نہیں ہے۔ یعنی بانی رضاخانیت کی خود ساختہ وہ کفری اور توہین آمیز عبارات جنہیں وہ اپنے فن فریب و خیانت کا مظاہر کرتے ہوئے محض اسلام دشمنی میں علماء اہل حق کی طرف مرتے دم تک زبردستی منسوب

کرتے رہے اور پھر سچے مسلمانوں کو کافر و مرتد کہہ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے رہے ہیں۔

احمد رضا کی انہیں کفری عبارتوں کو ٹھیکیداران رضاخانیت کی مختلف کتب سے نقل کر کے بہرائچی نے بھی اپنے دل کی طرح کتاب کے صفحات کو سیاہ کرنے کی ایک ناپاک کوشش کی ہے۔ یہ ناپاک کتاب بڑی رازداری اور حکمت عملی سے صرف دیہاتوں میں پھیلائی جارہی ہے۔ ہر بریلوی بھی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہے۔ جس کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ عوام علماء حق سے دور رہیں اور بانی رضاخانیت کی فریب کاریوں سے کسی طرح آگاہ نہ ہوسکیں۔ ہماری لاجواب کتاب نرالا مجدد اور مختلف اشتہارات خصوصاً پچپن لاکھ انعام والے۔ اشتہار کے بعد سے دو تین سال تک کچھ سکون تھا اس وقت پھر رضاخانیت کی دائمی کھجلی میں کچھ کلبلاہٹ پیدا ہوگئی ہے۔ ان دین فروشوں اور بے غیرت نادانوں کو کچھ پتہ نہیں کہ یہ سودا کتنا مہنگا پڑے گا۔

ناظرین کرام! آپ بھی اس ناپاک کتاب کی بعض دل خراش اور جگر پاش عبارات صبر و تحمل کے ساتھ پڑھ جائیں، پھر ایک دلچسپ اشتہار کا کچھ حصہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جو آج سے چند سال پیشتر مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے سابق ناظم سیٹھ شبیر احمد کی طرف سے شائع ہوا تھا جبکہ اہل حق سے رشتہ کی بنیاد پر ان کو شمس العلوم گھوسی کی نظامت کیلئے نا اہل ثابت کیا گیا تھا۔

عبارات یہ ہیں: (۱) ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان وہابیوں اور دیوبندیوں سے لوگوں کو ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے...... نیز ہر مجلس میں ان کی توہین و تذلیل واجب اور ان کی پردہ دری اچھا اور درست کام ہے۔ ص: ۳۸ (۲) دیوبندی یہود و نصاریٰ سے بدر جہا بد تر ہیں ص: ۳۹ (۳) یہود و نصاریٰ کافران بد ہیں اور ان سے بدتر مشرکین اور ان سے بدتر کلمہ گو منافقین و مرتدین ہیں اور ان میں سب سے بدتر دیوبندی ہیں ص: ۴۴ (۴) دیوبندی کافر ہیں (معاذ اللہ) یہ جائز نہیں کہ ہم ان کی بیٹیاں اپنے یہاں، اپنی بیٹیاں ان کے یہاں کریں اور ان کے جنازہ میں جائیں ص: (۵) دیوبندی بدمذہبوں کا نکاح کائنات میں کسی چیز سے ہو ہی نہیں سکتا تو ان کو لڑکی دینا ان سے لڑکی لینا دونوں برابر حرام و زنائے خالص ص: ۶۳ (۶) دیوبندی سب کفار مرتدین ہیں (معاذ اللہ) ان کے پاس نشست و برخاست حرام اور ان

سے میل جول حرام ہے۔ اگر چہ اپنا باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں اور ان لوگوں سے دنیاوی معاملات کی اجازت بھی نہیں ص: ۵۶۔

منجانب سیٹھ شبیر احمد سابق ناظم شمس العلوم گھوسی کے اشتہار کا کچھ حصہ

شادی بیاہ کا معاملہ اتنا اہم اور نازک ہے کہ دین سے لاکھ دور سہی مگر معمولی سے معمولی مسلمان بھی کسی کافر کو اپنی بہن بیٹی نہیں دے سکتا اور ہرگز نہیں دے گا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ: (۱) حضرت صدر الشریعہ کی سگی بہن مئو میں ایک غیر مقلد سے بیاہی تھیں۔ (۲) شارح بخاری شریف مفتی شریف الحق صاحب امجدی برکاتی کی سگی پھوپھی اور سگی بہن پورہ معروف میں ایک دیوبندی گھرانے میں بیاہی تھیں۔ (۳) علامہ قمر الدین صاحب اشرفی صدر المدرسین گھوسی کی بھی سگی بہن گھوسی ہی میں بنام اقبال احمد دیوبندی کے نکاح میں تاحیات رہیں (۴) خود مدرسہ شمس العلوم کے دستور اساسی کے مرتب مولانا حکیم غلام یزدانی کی بہن مئو میں ایک دیوبندی مولوی شمس الدین کے عقد میں تاحیات رہیں (۵) فخر المحد ثین سلطان الواعظین علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی کی نانیہال اور سسرال دونوں ہی پورہ معروف میں دیوبندیوں کے یہاں رہی ہے۔ اہلیہ محترمہ ابھی باحیات ہیں غمی اور خوشی میں برابر آمد ورفت رہتی ہے۔ (اس وقت وہ فوت ہوچکی ہیں) یہ تمام رشتے تازندگی قائم رہے۔ اور ہر ایک سے اولاد ہوئی اس کے علاوہ سینکڑوں سنی دیوبندی رشتے ہیں اور نباہے جارہے ہیں۔ مذکورہ اشتہار کی یہ مختصر عبارت خود رضاخانی گھر کی شہادت ہے۔ علاوہ ازیں مزید کچھ تحقیقی باتیں بھی قابل توجہ ہیں۔ مولوی امجد علی کی ایک شادی موضع پورہ معروف محلہ بانسہ میں جناب حاجی عبدالقادر صاحب مرحوم کی صاحبزادی مسمات کریمہ سے ہوئی تھی جن سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے۔ لڑکی بچپن میں فوت ہوگئی۔ اور لڑکا مولوی عبدالمصطفیٰ مصری جو پاکستان میں معمر اور صاحب اولاد ہو کر گذرے ہیں۔ نیز مولوی ضیاء المصطفیٰ کے سسر مولوی محمد فاروق گھوسوی کی سگی بہن مسمات نذیرن بنت لال محمد کی شادی ایک کٹر دیوبندی جناب عبدالرحمٰن صاحب غازی مرحوم سے محلہ حسین پورہ گھوسی ء میں ہوئی تھی۔ یہ رشتہ تازندگی قائم رہا۔ مولوی ضیاء المصطفیٰ کا لائق ملازم ابوالحسن بہرائچی (بدمذہبوں سے میل جول) کتاب لکھ کر یہ بتا رہا ہے کہ مولوی ضیاء المصطفیٰ کے باپ مولوی امجد علی اور سسر مولوی محمد فاروق اور مفتی

شریف الحق وغیرہ کی بہنیں زنائے خالص اور محض حرام کاری کا ارتکاب کرتی کراتی رہی ہیں۔ نیز مولوی امجد علی اور مولوی عبدالمصطفےٰ اعظمی وغیرہ بھی زنائے خالص میں مبتلا رہے ہیں۔ واقعی میں بہرائچی نے حق گوئی اور حقیقت بیانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور اپنی رضا خانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے احمد رضا کے دین و مذہب کی ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔ اگر اس پر مولوی ضیاء المصطفےٰ نے اپنے اس لائق اور قابل قدر ملازم کی تنخواہ میں خاصا اضافہ نہ کیا تو یہ ایک بڑی ناانصافی اور احمد رضا کے دین و مذہب کی بیحد ناقدری ہوگی۔ اسی سلسلہ کی ایک اور کتاب ہے (وہابیوں سے رشتوں کا حکم) اس کے ص: ۳۳ پر ہے کہ (کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے) کیا اس طرح کی گندی کتابیں پڑھ کر دیو بندی بریلوی رشتوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد یہ کہنے پر مجبور نہ ہوگی؟ کہ کتوں کو ساری دنیا کتا ہی نظر آتی ہے۔

ناظرین کرام! ابوالحسن بہرائچی کی دریدہ دہنی کا ایک اور دلچسپ نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ اور جب روشن ہوگیا کہ فرمان رسول ﷺ کے مصداق یہی وہابی دیو بندی لوگ ہیں تو انہیں کافر جاننا ضروریات دین سے ہوا لہذا جو لوگ ان کے افکار و عقائد سے واقف ہوتے ہوئے انہیں اپنا پیشوا اور مسلمان سمجھتے ہیں وہ انہیں کی طرح کافر و مرتد ہیں (معاذ اللہ) اور جو محض ان کے اعمال سے متاثر ہو کر ہمنوا ہو گئے اور ان کی تعریف و توصیف کرتے رہتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔ ص: ۲۷

الحمد للہ علماء دیو بند کے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول چلے آرہے ہیں۔ اور آج ہندوستان میں علماء دیو بند ہی درحقیقت اہل سنت والجماعت ہیں جو اسلام کے صحیح محافظ اور توحید و سنت کے واحد علم بردار ہیں۔ لہذا جو علماء دیو بند کو مسلمان سمجھتا ہے، وہ اس کے سچے مسلمان ہونے کی زبردست دلیل ہے اور احمد رضا نے جو باطل عقائد اور خود ساختہ کفری عبارات کو محض اسلام دشمنی میں علماء دیو بند کی طرف از راہ بہتان منسوب کیا ہے ان کو بنیاد بنا کر پرفریب طور پر علماء دیو بند کو کافر کہنا اور کہلوانا جن بدنصیبوں نے اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے یہ خود ان کے کافر ہونے کیلئے کافی ہے اور اس سلسلہ میں جو بدنصیب دجل و فریب کا جتنا ہی بڑا پاٹ ادا کرتا ہے وہ اتنا ہی بڑا سامان عبرت بن کر

اس دنیا سے جاتا ہے۔ کہ نہ ایک قطرہ پانی نصیب ہوتا ہے نہ کوئی کفن کرنے والا میسر۔

شعر

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اللہ تعالیٰ ان دیانت باختہ اور آخرت فراموش نادانوں کو سمجھ اور ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

رضا خانی کینسر کا آپریشن

ناظرین کرام! مولوی ضیاء المصطفےٰ کے مدرسہ امجدیہ گھوسی کے ملازم ابوالحسن بہرائچی کی کتاب (بدمذہبوں سے میل جول) کا مختصر سا جائزہ منظر عام پر آچکا ہے۔ جس کا بشرط ایمان و دیانت صحیح جواب کے بجائے رضا خانیوں کے پاس صرف گالیاں ہیں۔ لیکن ہمیں ان کی گالیوں کا اس لئے کوئی شکوہ نہیں کہ یہ دولت ان کو اپنے امام احمد رضا سے ورثہ میں ملی ہے جو ان کا مذہبی شعار اور دینی اہم فریضہ ہے۔ اور خود احمد رضا کا حال تو یہ تھا کہ جب علماء حق کو گالیاں دینے سے ان کو تسلی نہ ملتی تو (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے کر ان کو قلبی سکون حاصل ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے سونا، اونگھنا، بہکنا، بھولنا، جورو بیٹا بندوں سے ڈرنا کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا، کوکبہ شہابیہ ص: ۱۷ نیز مزید خدا تعالیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتی کہ مرجانا، سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں (معاذ اللہ) (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص: ۲۴۵) کیا ایمان کے ہوتے ہوئے بھی اللہ جل شانہ کی شان عالی میں یہ کفریات بکے جاسکتے ہیں۔ کیا کوئی بھی رضا خانی قیامت تک ان حوالوں کو غلط ثابت کر سکتا ہے۔ اور یہ کہہ سکتا ہے کہ احمد رضا نے خدا کی شان اقدس میں یہ گندے اور کفری کلمات نہیں بکے ہیں۔ رضا خانیو! صرف گالیاں بکو گے یا اپنے فرضی امام کے باطل دین و مذہب کا ماتم کرو گے۔ اگر اس کی توجیہ

میں کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت نے اپنی مرضی سے از خود یہ نہیں لکھا ہے۔ بلکہ انگریز کے دباؤ میں مجبوراً ان کو ایسا لکھنا پڑا تھا تو کیا کوئی کہنے والا یہ نہیں کہے گا کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد بھی احمد رضا کی ان کفریات کو اپنی کتابوں میں آخر اب تک کیوں باقی رکھا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب بعض غیرت مند قادری برکاتی نے باقاعدہ ایک کتاب (علماء اہلسنت سے روح اعلیٰ حضرت کی فریاد) لکھ کر بڑی دلسوزی کے ساتھ رضا خانیوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ ایسی تمام گندی اور کفری عبارات آئندہ ایڈیشن سے نکال دی جائیں کیونکہ ان کفری عبارتوں کو پڑھ کر لوگ اعلیٰ حضرت سے نفرت کر رہے ہیں اور ہماری تعداد بڑی تیزی سے گھٹتی جا رہی ہے۔ مگر ہمارے خیال میں یہ کوئی نادان قادری برکاتی ہوں گے۔ جو احمد رضا کی کفری عبارات کو ان کی کتابوں سے نکالنے کا مشورہ دے رہے ہیں، کیونکہ ان کو تو یہی خاص کمال حاصل تھا کہ علماء حق کی تھوڑی سی عبارت نقل کر کے اپنی طرف سے اللہ و رسول کی شان میں گستاخی اور توہین کا ایک شاندار مضمون تیار کر لیتے اور اسی اپنے کفری مضمون کو علماء حق کا عقیدہ قرار دے کر بھیانک سے بھیانک انداز میں پیش کرتے اور پھر فرضی عشق و محبت کا ڈھونگ رچا کر عوام کو علماء حق سے نفرت دلانے اور ان سے دور رکھنے کو کوشش میں ہمیشہ بدحواس رہتے تھے۔ اگر ان کفری عبارتوں کو کتابوں سے نکال دیا جائے تو پھر تو رضا خانی دین و مذہب کا وجود ہی نہیں رہ جائے گا۔ اور پھر کون دجل و فریب کے ہنر میں کمال حاصل کر کے اپنا نام پیدا کرے گا۔

(۲) مولوی امجد علی، مولوی عبد المصطفےٰ اور مفتی شریف الحق وغیرہ کا اہل حق سے رشتہ یعنی دیوبندیوں کو اپنی بہن بیٹی دینا اور دیوبندی لڑکی سے خود شادی کرنا یہ رضا خانی مذہب کی رو سے یقیناً زنائے خالص ہے۔ اس خود اختیار کردہ تہمت سے کوئی بھی رضا خانی اپنے ان گرو گھنٹالوں کو ہرگز نہیں بچا سکتا اور یہ کہنا کہ رشتہ کے وقت سب رضا خانی تھے بعد میں بدل گئے یہ صرف جاہلوں کو فریب دینا ہے۔ کیونکہ انگریز سے پہلے ہندوستان میں صرف شیعہ سنی اختلاف تھا انگریز کی نحوست سے چند مزید باطل فرقوں کا سلسلہ چلا جس کی ایک کڑی رضا خانیت کا ایک عظیم فتنہ بھی ہے۔ احمد رضا بریلوی نے جب اپنے نام کے ساتھ سنی حنفی کا فرضی لیبل چپکا کر قرآن و حدیث میں کھلی تحریف کر کے خالص شیعی باطل عقائد یعنی علم غیب

حاضر و ناظر اور مختار کل وغیرہ، باطل عقائد کو انبیاء اور اولیاء کیلئے ثابت کیا اور عرس، گاگر، چادر، صندل، قبروں پر اذان اور خطبہ جمعہ کی اذان مسجد کے باہر کرانا وغیرہ غیر اسلامی طریقوں کو اسلام میں داخل کیا تو ضروری تھا کہ اہل حق اسلام کے تحفظ کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور سرور عالم ﷺ کی لائی ہوئی پاکیزہ شریعت کا صحیح چہرہ مسخ نہ ہونے دیں۔ اور احمد رضا کو بھی اس کا خوب اندازہ تھا کہ اس سلسلہ میں کون ان کا مخالف ہو سکتا ہے۔ لہذا احفظ ماتقدم کے طور پر اہل حق کی کتابوں میں بھی تحریف و خیانت کو ضروری سمجھا اور ان کی طرف ایسے گندے عقائد منسوب کئے جن کا کبھی بھی کسی دیوبندی کے قلب و دماغ پر ہلکا سا سایہ تک نہیں پڑا ہے۔ اور اس ناقابل انکار حقیقت کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی کہ خواہ فتنہ رافضیت ہو یا قادیانیت، منکرین حدیث کا فتنہ ہو یا رضا خانیت کا اسی طرح جماعت اسلامی ہو یا غیر مقلدیت اور خواہ عیسائیت ہو یا آریہ سماجیت اس طرح کے تمام باطل فرقوں اور غلط نظریوں کے مقابلہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے خاص کر علماء دیوبند ہی کو منتخب فرمایا ہے۔ اس میدان میں کوئی اور مدعی اسلام نظر نہیں آتا اور نہ ہزار فریب کے باوجود پوری دنیائے اسلام میں کہیں اسکا چہرہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ لہذا آج سے سو برس قبل کا زمانہ ہو یا دو سو سال کا عرصہ یا اس سے پیشتر سے اہل حق کا جو منتخب طبقہ چلا آ رہا ہے وہ یہی علماء دیوبند ہی کا طبقہ ہے جو صحیح معنی میں اہلسنت والجماعت ہے۔ اس لئے دیوبندی بریلوی رشتہ کسی وقت کا بھی ہو رضا خانی دین و مذہب کی رو سے زنائے خالص ہی رہے گا۔

(۳) یہ کہنا کہ ہمارے اکابر اور بزرگوں نے دیوبندیوں کو اپنی بہنیں دے کر ان سے قطع تعلق کر لیا تھا اور مرنے کے بعد اپنی بہنوں کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے صرف اتنے سے بات نہیں بنتی اسلئے کہ ان کی بہنیں تو پھر بھی بغیر نکاح کے زندگی بھر دیوبندیوں کے پاس ہی رہی ہیں۔ حالانکہ غیرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب دیوبندیوں سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا تو اپنی بہنوں کا کہیں باعزت طور پر نکاح کر دیتے اور ان کی عصمت کو بچاتے۔ اور جنازہ میں شریک نہ ہونا اس وقت ہوتا ہے جب جنازہ پڑھانے کا موقعہ نہیں ملتا ورنہ آج بھی زبردستی نماز جنازہ پڑھانے کی کوشش ہوتی رہتی ہے۔ اور موقعہ مل جانے پر بڑے شوق سے نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے۔ بہنوں کی عصمت برباد کر کے بعد میں صرف ان کی نماز جنازہ پڑھا لینا کون سا

دھرم ہے۔ ہم نے اگر آپکے اکابر کے رشتوں کی نشاندہی کر دی تو ہم کو گالیاں دینے سے کیا فائدہ، کب کسی دیوبندی نے یہ کہا ہے کہ دیوبندی بریلوی رشتہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ قابل لعنت تو انسانیت وشرافت کا دشمن وہ شخص ہے جس نے یہ بیہودہ بات بک کر کہ (دیوبندیوں کو بیٹی بہن دینا کتوں کے نیچے سلانا ہے) رضاخانیت کو ننگا کیا اور انسانیت کی سخت توہین کی ہے۔

(۴) ہمارے والد محترم حضرت مولانا قاری حکیم ابوالاثر نیاز احمد صاحب اظہر اعظمیؒ، دادا حضرت مولانا حافظ قاری عبدالحی صاحبؒ اور بڑے والد حضرت مولانا ابوالاذکیاء حکیم محمد مجتبیٰ حسن صاحب نوراللہ مرقدہم یقیناً سنی حنفی عابد وزاہد عالم ربانی اور سچے داعی اسلام تھے۔ لیکن اس حقیقت کے اعتراف سے اگر یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ وہ خدانہ خواستہ رضاخانی تھے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ مولوی امجد علی، مولوی محمد غلام یزدانی قادیانی مسلمان تھے۔ دادا مرحوم کا تو یہ حال تھا کہ انہوں نے اپنے چار صاحبزادوں میں سے کسی کا بھی کسی رضاخانی کے یہاں رشتہ پسند نہیں کیا۔ بڑے صاحبزادے حاجی محمد مصطفیٰ مرحوم کی پہلی شادی مولانا ولی محمد مرحوم کی صاحبزادی مسماۃ آمنہ خاتون مرحومہ محلّہ چھاؤنی گھوسی سے ہوئی۔ موصوف ہمیشہ مولوی امجد علی وغیرہ سے دور اور نفور رہے۔ یہ وہی موصوف ہیں جن کے پوتے اقبال احمد صاحب کی شادی مولوی قمرالدین اشرفی کی بہن مسماۃ صبیح النساء بنت محمد رفیع سے ہوئی تھی۔ خیر سے وہ بھی ہماری بھابھی ہوتی تھیں۔ خدا کا فضل ہے کہ بھابھیاں اور بھی ہیں۔ بعض کے بھائی اشرفیہ مبارکپور کے مدرس ہیں اس رشتے کو ہم خدا کا فضل ہی تصور کرتے ہیں۔ یہ رضاخانی دین ومذہب اور رضاخانیوں کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو زانیہ قرار دیں، نیز دادا کے دوسرے صاحبزادے حاجی محمد مرتضیٰ صاحب مرحوم کی شادی جناب حاجی نصیر احمد مرحوم کی صاحبزادی مسماۃ فاطمہ خاتون مرحومہ سے ہوئی تھی۔ حاجی موصوف کے بڑے صاحبزادے مولانا نذیر احمد مرحوم دیوبند پڑھ رہے تھے دورۂ حدیث کے سال طالب علمی میں اللہ کے پیارے ہو گئے، اپنے محلّہ قاضی پورہ میں مدفون ہیں۔ تیسرے صاحبزادے مولانا محمد مجتبیٰ حسن صاحب مرحوم کی شادی حاجی عبدالحمید صاحب مرحوم کی ساجزادی اشرف النساء مرحومہ محلّہ مداپور سے ہوئی تھی، چوتھے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے والد محترم مولانا نیاز احمد صاحب مرحوم کی شادی جناب حکیم محمد طاہر مرحوم کی

صاحبزادی مسماۃ حمید النساء مرحومہ دوہری گھاٹ ضلع مئو سے ہوئی تھی۔ ان تمام خاندانوں میں کبھی رضاخانیت کی بوتک نہیں رہی ہے۔ دادا مرحوم نے مقام مینڈھو کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ جو اس وقت علی گڑھ کی مشہور دینی درس گاہ تھی وہاں علماء دیوبند ہی کا فیض جاری رہا اور انہیں کا سکہ چلتا تھا۔ کوپاگنج کے مولانا عبدالصمد صاحب مرحوم اور مولانا حکیم اللہ صاحب مرحوم کے ہم سبق ساتھی تھے۔ یہ دونوں بزرگ کوپاگنج کے مدرسہ مصباح العلوم کے استاذ حدیث رہے ہیں۔

والد محترم تو رضاخانیت کو ایک باطل مذہب تصور کرتے تھے۔ چنانچہ دنیائے رضاخانیت کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شعر:

نظر آتا نہیں کوئی ہمیں پابند سنت کا — جدھر دیکھو ادھر سرگرم ہے بازار بدعت کا
اڑادوں گا میں دم میں دھجیاں دامان باطل کی — مقابل میرے آکے دیکھ لے فرزند بدعت کے

(۵) ہمارے والد محترمؒ اور بڑے والد مولانا محمد مجتبیٰ حسن صاحبؒ نہ محفل میلاد کو کوئی ضروری عمل سمجھتے تھے اور نہ ہی کلی طور پر اس سے اجتناب تھا۔ کریم الدین پور کے لوگ ان حضرات کی تقریریں سننے کے ہمیشہ مشتاق رہا کرتے تھے۔ گھر رہنے کی صورت میں ممکن نہ تھا کہ کریم الدین پور کے لوگ کوئی پروگرام رکھیں۔ اور ان حضرات کو باصرار مدعو نہ کریں اور یہ حضرات بھی اس شرط پر شریک ہوتے کہ تقریر پہلے ہماری ہوگی۔ چنانچہ ہمیشہ پہلے تقریر کر کے گھر واپس آجاتے۔ اسی طرح مولانا حکیم ابوالبرکات صاحب بھی اپنے ان دونوں بھتیجوں کے بڑے دلدادہ تھے۔ وہ یہی چاہتے کہ قرب وجوار میں بھی انہیں حضرات کی ایمان افروز تقریریں ہوں اور طبابت کی وجہ سے اطراف میں ان کے مراسم تھے، ان کے پاس اطراف کے لوگ میلاد کیلئے آتے تو اکثر لوگوں کو یہی مشورہ دیتے کہ ہمارے بھتیجے باہر سے جب واپس آجاتے ہیں تو پروگرام رکھو اس طرح قرب وجوار میں بھی صرف انہیں حضرات کے نورانی بیانات ہوتے رہتے تھے۔ آج سے آٹھ سو برس پہلے محفل میلاد کا رواج ہوا اور اسی وقت سے جواز وعدم جواز کا اختلاف بھی چلا آرہا ہے۔ بہت سے علماء اور بزرگان دین نے اس کو دین میں ایک نئے عمل کا اضافہ سمجھ کر بدعت اور ناجائز کہا اور بعض علماء نے ایسی محفل جو ممنوعات شرعیہ سے پاک ہو جائز سمجھا۔ لہٰذا ممنوعات شرعیہ سے پاک محفل میلاد جس کے جائز ہونے

کی گنجائش ہو اور اسکو دین میں ضروری نہ سمجھا جائے تو ایسی محفل میں شرکت نہ دیوبندیت کے خلاف ہے اور نہ رضاخانیت کی علامت۔ البتہ ایسی محفل میلاد جس میں مردوں عورتوں کا اختلاط ہو، غیر متشرع اور بدعملوں کی نعت خوانی اور بیانات ہوں، مرد غیر محرموں میں گھس کر شوق سے مٹھائیاں تقسیم کریں اسلام میں ایسی میلاد کی کوئی گنجائش نہیں، مگر رضاخانیوں کو جائز ناجائز سے کیا مطلب جبکہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی خرافات اور باطل عقائد پر ہے۔

(۶) بیشک یہ دونوں بھائی شیخ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خلناوی نقشبندی علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور ہر مسلمان کیلئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ وہ اپنی اصلاح کیلئے کسی اللہ والے کا دامن ضرور تھام لے۔ لیکن اس سے گھوسی کی رضاخانیت کا کون سا فائدہ؟ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ، مولانا شاہ محمد عمر صاحبؒ گھوسوی کے پیر بھائی تھے۔ یہ وہی مولانا محمد عمر صاحبؒ ہیں جن کو نام نہاد شارح بخاری نے چند سال پہلے دیوبندی ثابت کیا ہے۔ اور اسی نسبت سے دونوں بھائیوں کا مولانا محمد عمر صاحبؒ سے گہرا ربط تھا اور ان کے یہاں آمدورفت رکھتے تھے۔ اور مولوی امجد علی اور مولوی غلام یزدانی کو تو زندگی میں کبھی بھولے سے گھاس کا ایک تنکا بھی نہ ڈالا ہوگا۔

(۷) بعض مفسدوں کی چند خرافاتی کتابیں پڑھنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس طرح کی گندی اور دجل وفریب کا پلندہ درجنوں کتابیں ہم اپنے پاس ذاتی رکھتے ہیں جن کو پڑھ کر وقت کے مشاق بھنڑوے بھی شرما جائیں۔ شعر

یہ سب جان کر دل لگایا ہے ناصح — نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

رضاخانیوں کی بے بسی

حساس اور باغیرت ناظرین کرام!

ڈیڑھ ماہ قبل رضاخانیوں کی طرف سے احمد رضا جیسی بدزبانی اور مغالطہ آفرینی پر مشتمل بعنوان (دیوبندیت کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ) ایک لایعنی اشتہار شائع ہوا تھا جس کا حقائق پر مبنی دنداں شکن مکمل جواب دیا گیا اور اس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کسی بزرگ ہستی کے حق میں علم غیب، حاضر وناظر اور مختار کل وغیرہ کا عقیدہ خالص شیعی

باطل عقیدہ ہے۔ اور ٹھوس حوالہ جات کے ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ احمد رضا نے اللہ تعالیٰ کو کھلی ہوئی سڑی سڑی گالیاں دی ہیں۔ اور یہ بھی واضح انداز میں لکھا گیا ہے کہ آج کل میلاد کی محفلیں جن منکرات پر مشتمل منعقد کی جاتی ہیں وہ اسلام میں بالکل جائز نہیں اور یہ کہ احمد رضا نے جو یہ لکھا ہے کہ (دیوبندی مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر، اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنائے خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا) اللہ تعالیٰ ایسے لکھنے والوں کی خباثت سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ یہ تو صحیح ہے کہ کسی دیوبندی کا نکاح حیوان سے نہیں ہوتا۔ احمد رضا نے حیوان سے کیا ہوگا اور شیطان نے نکاح پڑھایا ہوگا۔ بہرحال احمد رضا کے اس شیطانی فتوے کی رو سے رضاخانی بزرگوں کے دیوبندیوں سے رشتے زنائے خالص ہیں۔ بشکل اشتہار ان حقائق کے منظر عام پر آجانے کے بعد معلوم ہوا کہ کچھ ذمہ دار حضرات جمع ہو کر جواب کیلئے غور وفکر کر رہے ہیں۔ مگر چونکہ اشتہار کی شکل میں اس طرح کی باتوں کا آجانا اور عوام کو سنجیدگی کے ساتھ دونوں طرف کی باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا موقعہ مل جانا رضاخانیوں کیلئے موت کا پیغام ہے۔ اس لئے براہ راست سامنے آنے کے بجائے ذمہ داروں نے گمنام طور پر اصل موضوع سے ہٹ کر، دین ودیانت اور انسانیت وشرافت کی انتہائی حدود کو توڑ کر اور احمد رضا کی طرح شرم وحیا سے دستبردار اور خوف خدا سے بیزار ہو کر ایسی انسانیت سوز حرکت، شاہکار بازاریت اور ننگی رضاخانیت کا گھناؤنا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ ابلیس بھی ان رضاخانیوں سے خباثت کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا ہوگا۔

اگر رضاخانیوں میں ذرہ برابر صداقت وشرافت ہے تو اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ مندرجہ باتوں کا معقول جواب دے کر عوام کو مطمئن کرتے۔ لیکن اصل باتوں سے منہ موڑ کر اس ذلیل حرکت پر اتر آئے جو ناکامی کے وقت ہمیشہ رضاخانیوں کی بنیادی اور آخری تدابیر ہوا کرتی ہیں۔ اشتہار کا عنوان ہے (مولوی اسرائیل بے خبری کے دل دل میں) اس عنوان کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دناءت اور انسانی پستی کی آخری منزل پر پہونچ کر ایک جھوٹ گھڑا بھی گیا تو ایسا کہ پھر ہزار جھوٹ کے باوجود بھی دنیا کو باور نہ کرایا جا سکے۔ والد محترم نور اللہ مرقدہٗ کی وفات ۲ر شوال ۱۳۶۵ھ میں ہوئی ہے اور پھر ایک سال کا عرصہ ہوا ہوگا کہ والدہ

محترمہ رحمہا اللہ کی دوسری شادی بڑہل گنج ضلع گورکھپور میں جناب نذیر احمد صاحب مرحوم سے ہوئی حاجی اقبال احمد صاحب اس وقت بمشکل آٹھ برس کے تھے۔ آٹھ برس کا بچہ بالغ نہیں ہوتا۔ یہ تو صرف اعلیٰ حضرت کی خصوصیت تھی کہ ۵۔۱ برس کی عمر میں کرتے کا دامن اٹھا کر طوائف کو یہ یقین دلاتے کہ تم مجھے بچہ نہ سمجھو میں ضرور تمہارے قابل ہو چکا ہوں۔ اور پھر اس جھوٹ کے لکھتے وقت اتنا بھی ہوش نہیں کہ حاجی اقبال احمد صاحب کو سنی لکھ کر اپنا بھی تسلیم کرتے ہو۔ اور ان پر بے بنیاد الزام بھی لگا رہے ہو۔ جبکہ والدہ محترمہ حاجی اقبال احمد صاحب کی سگی چچی بھی تھیں۔ اس گندے رضاخانی اشتہار کو پڑھ کر ہر شریف اور انصاف پسند آدمی ہنس کر یہ کہہ رہا ہے کہ واقعی میں آپریشن بڑا مفید ثابت ہوا کیونکہ یہ رضاخانی اشتہار یہ بتا رہا ہے کہ رضاخانی کینسر کتنا سڑا ہوا اور اس میں بھرا ہوا مواد کس قدر بدبودار ہے۔ اور دراصل رضاخانی دین و مذہب ایک ایسا باطل مذہب ہے کہ اس کے بچاؤ کیلئے ہمیشہ ذلیل ہی حرکت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اگر اہل حق یعنی دیوبندیوں سے تمہارے بزرگوں کے رشتے، باعث عار ہیں اور تمہارے باطل عقائد کا اشتہار میں آنا رسوائی کا سامان ہے تو پھر فی الحال ہم انہیں نظرانداز کرتے ہیں۔ لیکن احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ میں اللہ تعالیٰ کیلئے جو یہ لکھا ہے کہ! خدا وہ ہے جس کا بہکنا، غافل ہونا، ظالم ہونا حتی کہ مرجانا، ناچنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، تھرکنا عورتوں سے جماع کرنا، لواطت کرنا جیسی بیحیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ خود مفعول کی طرح مخنث بننا سب ممکن ہے۔ جلد اول ص: ۴۵۷ (معاذ اللہ تعالیٰ) اس کو تو دنیا کا کوئی انسان معاف نہیں کر سکتا

جس قوم کا پیشوا ایسی گندی فطرت کا مالک ہو محض ضد میں دوسروں کو بدنام کرنے کیلئے خدائے پاک کی شان میں سڑی سے سڑی گالیاں بکنے سے بھی دریغ نہ کرے۔ تو پھر اس کے پیروکار کس ناپاک فطرت اور کیسی گندی ذہنیت کے ہوں سکتے ہیں۔ ع قیاس کن زگلستان مرا بہار مرا۔

دیوبندی ایٹم بم اور رضاخانیت کا نکلتا ہوا دم

ناظرین کرام! ہمارا پچھلا اشتہار (رضاخانیوں کی بے بسی) آخر کچھ تو رنگ لایا ورنہ ہم تو رضاخانیوں کے تیسرے اشتہار بنام (مولوی اسرائیل بے خبری کے دلدل میں) کو پڑھ

کر مایوس ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس اشتہار میں جان چھڑانے کیلئے تمام پچھلی باتوں کو نظر انداز کر کے صرف ماں کی گالیاں تھیں۔ خیر یہ بھی احمد رضا کے دین و مذہب کی ایک عظیم خدمت ہے۔ جو جواب سے عاجز ہونے کی صورت میں رضاخانیوں کیلئے نہایت ضروری ہے

بہر حال خدا کا شکر ہے کہ اب رضاخانی رگ میں کچھ بھڑک پیدا ہوئی ہے اور چوتھا رضاخانی اشتہار بنام (رضوی میزائیل بر سر اسرائیل) منظر پر آ گیا ہے۔ اور ساتھ ہی فتاویٰ رضویہ جلد اول ص: ۴۵۷ کی مکمل فوٹو کاپی بھی جگہ جگہ چسپاں کرائی گئی ہے۔ جس میں احمد رضا نے اللہ تعالیٰ کو گندی سے گندی اور سڑی سے سڑی گالیاں دی ہیں اور اس صفحہ کے حاشیہ پر علماء حق کی بعض کتابوں کے نام بھی بار بار لکھے گئے ہیں جس سے عوام کو فریب دینے کی یہ ناکام کوشش کی گئی ہے کہ یہ سارے گندے الفاظ علماء حق کی کتابوں میں ہیں۔

(۱) ناظرین کرام! درحقیقت ایسا لکھ کر احمد رضا نے اسلامی عقیدہ کا مذاق اور قرآن کی دھجیاں اڑائیں ہیں جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے دل کی گندگی کو خود احمد رضا سے اگلوا دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدے اور وعید کے طور پر جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تمام نیکوکار ضرور جنت میں جائیں گے۔ اور کفار و مشرکین ہمیشہ ہمیش جہنم میں ہوں گے تو کیا اب اس کے خلاف کرنے پر اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت اور اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمام نیکوکاروں کو جہنم میں ڈال دے اور کفار و مشرکین کو بخش دے، یا وہ ایسا کرنے سے مجبور ہے۔ تو قرآن کی رو سے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت اور اختیار حاصل ہے، وہ مجبور نہیں ہو گیا مگر وہ اپنے وعدے اور فیصلے کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا جیسا کہ احمد رضا کے باپ مولانا نقی علی خاں صاحب بھی کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے بھی تو یہ اس کا عین عدل و انصاف ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: اگر تمام عالم کو آتش قہر سے جلا دے اصلا گرد ظلم کی اس کے دامن عدل پر نہ بیٹھے۔ الکلام الوضح ص: ۳۲۶ اور احمد رضا کا گندہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجبور ہے اگر قدرت و اختیار مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا یہ وہ جھوٹا ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ قدرت و اختیار کا ہونا عیب نہیں ہے بلکہ وہ ایک بہت بڑا کمال ہے، البتہ قدرت و اختیار کا غلط استعمال عیب ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی آدمی آنکھ کے ہوتے ہوئے اپنی نظر کی حفاظت کرے اور غلط استعمال سے ہمیشہ محفوظ رہے تو یہ اس آدمی کا کمال سمجھا جائے گا نہ کہ

دیکھنے کی قدرت کا ہونا عیب قرار دیا جائے گا۔ اور کوئی نابینا آدمی بدنظری سے بچا ہوا ہے تو یہ اس کا کمال نہیں ہے بلکہ دیکھنے کی قدرت کا نہ ہونا ہی اس کے اندر ایک زبردست عیب ہے۔ دیکھا آپ نے! خود تو احمد رضا نے اللہ تعالیٰ کو مجبور مانا اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں قدرت و اختیار کے قائل ہیں، ان کی بات بدل کر اللہ تعالیٰ ہی کو گالیاں دینا شروع کر دیا۔ اور عوام کو فریب دینے کیلئے علماء حق کی کتابوں کا نام لے لیا۔ لہذا ہم گھوسی سے لیکر مبارکپور اور بریلی تک اور ہندوستان سے لیکر پاکستان تک بلکہ دنیا کے کسی بھی گوشہ میں رہنے والے رضا خانی سے زندگی بھر کی مہلت کے ساتھ پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنا صحیح وجود رکھتا ہے تو پھر وہ علماء حق کی کسی کتاب میں دیانتداری کے ساتھ احمد رضا کی یہ گندی گالیاں دکھلا دے۔ کیا ہے دنیا میں کوئی بھی ایسا باہمت اور غیرت مند رضا خانی جو کسی طرح یہ ثابت کر سکے کہ خود احمد رضا نے یہ گندے الفاظ لکھ کر اور سڑی گالیاں دیکر خداوند قدوس کی شان میں بدترین گستاخی کر کے انتہائی ذلیل اور خالص ابلیسی حرکت نہیں کی ہے۔ اور کیا ایسا بدترین انسان مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ کیا گھر میں خود آگ لگا کر دوسروں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کر کے دنیا کو دھوکا دینے والا اصل مجرم خدا کی بھی گرفت سے بچ جائے گا؟

(۲) ناظرین کرام! صراط مستقیم مترجم کی یہ اردو عبارت پیش کی گئی ہے کہ شیخ! یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ بات کہاں سے اور کیا چل رہی ہے اور آگے پیچھے کی عبارتیں چھوڑ کر تھوڑی سی عبارت نقل کر کے اس موقعہ پر احمد رضا نے جو کچھ خیانت کی ہے اگر ہم ان سب باتوں کو بیان کریں تو چونکہ دین و دیانت اور حق و صداقت کے دشمنوں کو نہ صحیح بات ماننی ہے اور نہ وہ مانیں گے۔ اس لئے ہم رضا خانیوں کو خود ان کے گھر ہی میں قید کر کے احمد رضا کے مکر و کید کا شاندار منظر پیش کر دینا ہی زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص: ۶۷ پر ہے کہ! نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرم گاہ پر نظر پڑ جائے جب بھی وضو میں خلل نہیں۔ مگر عورت کی مائیں بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی جبکہ فرج داخل پر نظر بشہوت پڑی ہو اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت گناہ ہے مگر نماز و وضو تب بھی باطل نہ ہوں گے) اور بہار شریعت حصہ سوم ص: ۱۵۰ پر ہے کہ! اللہ عزوجل کا نام مبارک سنکر

جل جلالہ کہا یا نبی ﷺ کا اسم مبارک سن کر درود پڑھا یا امام کی قرأت سن کر صدق اللہ وصدق الرسول کہا تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی) اب اگر یہاں پر کوئی بد طینت احمد رضا سے تھوڑی سی خیانت ادھار لیکر یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا اور رسول پر درود پڑھنا رضا خانی مذہب میں اتنا برا کام ہے کہ اس کی وجہ سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اور اجنبی عورت کی کھلی ہوئی شرم گاہ کو خواہش اور للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھنا نماز میں ایک اچھا عمل ہے کیونکہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور ہزار صحیح بات سمجھانے کے باوجود وہ بد باطن نہ مانے تو اب کوئی شریف آدمی اس بے حیا کا کیا بگاڑ لیگا۔

(۳) اس کے بعد تقویۃ الایمان کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے (ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے)

ناظرین کرام! خالق تو صرف اللہ کی تنہا ذات ہے اور خدا کے سوا کائنات کا ذرہ ذرہ مخلوق ہے۔ لہذا اس بنیاد پر اگر کوئی بد باطن یہاں پر لفظ چمار سے معاذ اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ کی مقدس ذات مراد لے رہا ہے تو یہ خود اس کا چمار پن ہے۔

مولانا نقی علی خانصاحب لکھتے ہیں کہ! اللہ اکبر کا مضمون بے اس کے کہ غیر کو اور اپنے نفس کو ذلیل جانے حاصل نہیں ہوتا) الکلام الاوضح ص: ۳۴۷)

مولانا نقی علی خانصاحب نے اپنی اس عبارت میں لفظ اللہ کے مقابلہ میں لفظ غیر استعمال کیا ہے، اور یہاں پر لفظ غیر میں تمام مخلوقات اور مخلوق کا ہر فرد داخل ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کے غیر کو ذلیل جانے تو احمد رضا کی طرح کسی بدنصیب کا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مولانا نقی علی خاں صاحب نے آنحضور ﷺ کو (معاذ اللہ) ذلیل لکھا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ! اور مخلوقات سے کہ خود محتاج اور بے حقیقت ہیں دستبردار ہو کر) اس مالک الملک خالق کائنات اور فاطر الارض السمٰوات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ جو سب کا مالک اور سب اس کی جناب کے محتاج ہیں۔ ص: ۴۳۸، اس عبارت میں مولانا نقی علی خانصاحب اللہ تعالیٰ کو خالق کائنات کہہ رہے ہیں اور مخلوقات کو محتاج اور بے حقیقت۔ تو اگر کوئی یہ کہے کہ مولانا نقی علی خاں صاحب آنحضور ﷺ کو معاذ اللہ بے حقیقت کہہ رہے ہیں تو کیا یہ ذلیل ترین کمینہ پن نہ ہوگا؟

(۴) آخر میں تحذیر الناس کی بھی تھوڑی سی صرف ایک عبارت نقل کی گئی ہے۔ حالانکہ احمد رضا نے تو علماء حرمین شریفین کو دھوکا دینے کیلئے ص:۳/۱۳/۲۵ تین جگہ کی عبارات کو جوڑ کر اور اس میں بھی کچھ ردو بدل کر کے ایک کفری عبارت تیار کی تھی۔ احمد رضا کی اس خیانت پر پردہ ڈالنے کیلئے اب ہر عبارت کو بے حیائی سے غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اشتہار میں جو ایک ناقص عبارت پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ! بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت میں بھی کئی خیانت ہے۔ یہ عبارت اس طرح ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ناظرین کرام! یہ عبارت ایک جملہ شرطیہ ہے۔ یعنی جو بات شرط کے طور پر یعنی جو بات لفظ ''اگر'' کے ساتھ یا لفظ ''بالفرض'' کے ساتھ کہی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ بات ہو بھی سکتی ہے۔ چہ جائیکہ وہ سچ مچ ہو بھی جائے۔ جیسا کہ مولانا نقی علی خانصاحب لکھتے ہیں کہ اگر اور پیغمبر زمانہ آپ کا پاتے تصدیق اور تائید آپ کی کرتے ص:۱۹۲ تو کیا یہاں بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ مولانا نقی علی خانصاحب آپ کے زمانہ میں اور نبی کے ہونے کے قائل ہیں۔ یا ایک شاعر یوں کہتا ہے کہ۔

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت   خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

کیا یہ شاعر آنحضور ﷺ کو جو خدا کے بندے ہیں۔ خدا مان رہا ہے؟ یا کوئی یوں کہے کہ اگر رحمٰن کیلئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ کہنے والا خدا کیلئے اولاد کا ہونا مان رہا ہے؟

(۵) ایک اور بہت مزیدار بات لکھ کر ہماری خوشی میں بڑا اضافہ کیا گیا ہے اس پر ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے مرکزی دارالعلوم گھوسی میں رہ کر مدرسہ کے ساٹھ پینسٹھ ہزار روپے غبن کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ مفتی شریف الحق نے بھی اپنی کتاب تعزیرات میں یہ نادانی کی ہے۔ جو ایک ہی کتاب کے بعد اپنی ساری چوکڑی بھول گئے تھے۔ پھر تو دوسروں ہی کے نام سے اپنی کتاب شائع کرنے میں اپنی عافیت سمجھی جبکہ دیوبندیت کے خلاف زندگی بھر آسمان اپنے سر پر لئے پھرتے رہے۔ چار سال ہو گئے ہمارے

کتاب ''زلزلہ امجد'' اب تک لاجواب ہے۔ اور پوری دنیائے رضا خانیت میں سناٹا ہے۔ ہاں تو غبن کی بات چل رہی تھی۔ خواہ وہ ساٹھ پینسٹھ ہزار روپے کا چونگنڈا ہو یا ہزار دو ہزار اور لاکھ دو لاکھ کا تو اس سلسلہ میں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اول ہی روز سے الزام لگانے والوں سے ثبوت کا مطالبہ ہے اور آج بھی اہل گھوسی کو یہ چیلنج ہے کہ سب مل کر اسکا صحیح ثبوت پیش کریں۔ اور آخر میں یقین کے ساتھ یہ بھی کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ الزام لگانے والوں سے اگر اسی دنیا میں معافی تلافی کا معاملہ نہ ہو گیا تو کل میدان حشر میں قیامت کا بھیانک منظر ہوگا اور خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں اسرائیل کے مظلوم ہاتھ میں الزام لگانیوالوں کا الزام تراشی اور بہتان طرازی کے بدنما داغ سے داغدار دامن ہوگا۔ آج کسی کی عزت سے کھلواڑ کرنا آسان ہے مگر انجام کے اعتبار سے یہ عمل بڑا خطرناک ہے۔ آدمی بہت سے خیر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ مگر ہر آدمی کا اپنا ظرف اور اپنا حوصلہ ہوتا ہے طبیعت اور فطرت ہی کے مطابق آدمی کا اپنا مشغلہ ہوتا ہے۔

(۶) یہ بات بھی کیا خوب ہے کہ احمد رضا کے دین و مذہب کی حمایت میں آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ لیکن ہم اپنے وقت کی بربادی نہیں سمجھتے کیونکہ ہم احمد رضا کی طرح عبارتوں میں خیانت کر کے کسی مسلمان کو کافر اور حرامی نہیں قرار دیتے۔

رضا خانیت کا شاندار جنازہ

ناظرین کرام: اب پانچویں نمبر پر رضا خانیوں کی طرف سے تبلیغی جماعت کے خلاف (شیطانی جماعت) کے نام سے ایک شیطانی اشتہار بھی جگہ جگہ چپکایا گیا ہے۔ شاید رضا خانیوں نے اپنے طور پر ابلیس کو معزول کر کے اس کا سارا کام اپنے ذمہ لے لیا اور جہنم کو مکمل طور پر اپنے نام الاٹ کرا لیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے لوگوں کا اپنے گھروں کو چھوڑ کر اعتکاف کی نیت سے مسجدوں کے ماحول میں رہ کر دن رات کیا کرنا اور کیا کہنا ہوتا ہے اس کو تو ہر خاص و عام جماعت کے شب و روز کے معمولات کا بچشم خود مشاہدہ اور اسکے مشن کا براہ راست بخوبی جائزہ لے سکتا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں کچھ بتلانا اور سمجھانا دن میں سورج کا وجود ثابت کرنا ہے۔ اگر تبلیغی جماعت کے بعض طریقہ کار سے کسی کو کچھ اختلاف ہو تو اس کا یہ

مطلب کہاں سے ہو گیا کہ بے نمازیوں کو نمازی بنانے کی کوشش کرنا کوئی برا کام ہے۔ اصل میں ابلیس کے ان کارندوں کو کسی طرح یہ گوارہ نہیں ہے کہ دین سے ناواقف مسلمان اپنے مشرکانہ عمل یعنی قبر پرستی کو چھوڑ کر صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کے حضور اپنا سر جھکائیں۔ حالانکہ مولانا نقی علی خانصاحب فرماتے ہیں کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کا ایمان کس طرح رہے گا، ہیہات ہیہات! اس زمانہ میں لاکھوں کروڑوں آدمی ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بے خوف وخطر ہزاروں نماز قضا کرتے ہیں۔ اگر کوئی تاکید کرتا ہے سینکڑوں حیلے بہانے اور بیسیوں عذر جھوٹے ظاہر کرتے ہیں۔ الکلام الاوضح ص: ۳۳۶۔ بدعتیوں کے خلاف تبلیغ کی سخت ضرورت محسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اور امت محمدی اہل بدعت کے قبضے میں ہے اٹھو اور خلق کو نصیحت کرو ص: ۲۹۔

ناظرین کرام! تابڑ توڑ چھٹے نمبر پر خلاف توقع مہذب اور شائستہ عنوان کے ساتھ بنام (دعوت فکر) نئی بوتل پرانی شراب کا صحیح مصداق دجل وفریب کا بھاری پلندہ ایک اور لمبا چوڑا اشتہار منظر عام پر آیا ہے۔ جس میں ہر بات اور ہر واقعہ کو خیانت اور بددیانتی کے ساتھ غلط انداز میں پیش کر کے صرف دناءت اور کمینگی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ لیکن ہمیں اس کا شکوہ نہ پہلے تھا اور نہ آج ہے۔ کیونکہ رضا خانیت اور دیانت وانسانیت یہ چیزیں کبھی اکٹھا نہیں ہو سکتیں۔ البتہ فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے علم غیب سے متعلق چند عبارتیں ضرور قابل توجہ ہیں۔ اگرچہ ان عبارتوں کو بھی کاٹ چھانٹ کر کے نقل کیا گیا ہے۔ مگر ہم رضا خانی خیانتوں سے تعرض کئے بغیر اصل مسئلہ ہی پر گفتگو کرتے ہیں اشتہار میں فتاویٰ رشیدیہ کی مذکور عبارتیں یہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کیلئے علم غیب ماننا صریح شرک ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ ﷺ عالم غیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے۔ ناظرین کرام! علم غیب کا موضوع بڑی اہمیت کا حامل اور اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ لیکن ہم ہر بات کو انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کریں گے، ساتھ ہی یہ بھی گذارش کرتے ہیں کہ ایمان وعقیدہ سے متعلق اس اہم اور دلچسپ مضمون کو توجہ کے ساتھ بار بار پڑھیں۔ اور ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ ایک ہے اطلاع علی الغیب اور ایک ہے صفت علم غیب۔ اطلاع علی الغیب کا مطلب ہے منجانب اللہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام

رحمہم اللہ کو وحی اور کشف والہام وغیرہ کے ذریعہ بعض غیب کی باتوں کا علم ہو جاتا ہے تو اس سلسلہ میں ہر دیوبندی کا ایمان وعقیدہ یہ ہے کہ تمام اولوالعزم پیغمبر اور مقرب فرشتوں سے کہیں زیادہ ہمارے آقا خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو علوم عطا کئے گئے ہیں اور مخلوق میں کوئی بھی کسی بھی وصف میں آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارا یہ عقیدہ اپنے اپنے الفاظ اور انداز میں تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، اور براہین قاطعہ وغیرہ سیکڑوں کتابوں میں مکمل طور پر موجود ہے۔ یہی وہ ایمان افروز کتابیں ہیں جن کی بے غبار عبارتوں میں خیانتیں کر کے احمد رضا نے عوام کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اور علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو دھوکہ دینے کے لئے حج کے نام پر ماں کی نافرمانی کر کے حرام سفر کیا تھا۔ اسی غلاظت بھرے ٹوکرے کو مولوی نما جہلا زندگی بھر اپنے سر پر لئے پھرتے ہیں تاکہ عوام کو کسی طرح حقیقت کا علم نہ ہو سکے۔ محض فرضی عشق ومحبت کے دعوے سے عوام کو دھوکے میں رکھا گیا ہے۔ مولانا نقی علی خانصاحب نے ایسے محبت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالے یہودی صفت رضا خانیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ: اور کسی قدر گناہ کریں عذاب دوزخ اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے مداح وعاشق ہیں۔ کیا غضب ہے کہ دعویٰ تیرا یہود سے بھی بڑھ گیا۔ ص: ۱۸۶ بہرحال ہمارا عقیدہ تو یہ، ہے کہ تمام مخلوق میں سے زیادہ آپ کو علوم عطا کئے گئے اور تمام کمالات سے نوازا گیا ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ صفت علم غیب خدا کیلئے خاص ہے۔ مخلوق کیلئے ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ علم غیب کا مطلب ہے بغیر کسی واسطے اور ذریعہ کے چیزوں کا علم اور چونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ لہذا عالم الغیب والشہادۃ صرف خدا کی ذات ہے، کائنات کا ایک ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کیلئے بھی علم غیب کی صفت مانتا ہے تو وہ یقیناً کافر ومشرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا نقی علی خاں صاحب بھی آنحضور ﷺ کیلئے ذرہ ذرہ کے علم کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: سب علم کسی کو حاصل نہیں ہوتا کیا تو نے نہ سنا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا: وما اُوتیتم من العلم الا قلیلاً۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم ہوتا ہے۔ قل رب زدنی علماً۔ اگر حالت منتظرہ باقی نہ ہوتی طلب زیادت محال تھی۔ الکلام الاوضح ص: ۳۸۸۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اگر

آنحضور ﷺ کیلئے ہر چیز کا علم مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا آپ کو یہ حکم دینا کہ ترقی علم کیلئے برابر دعا کرتے رہیں۔ بے معنی ہو کر رہ جائے گا، مزید یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا علم ماننا خدا تعالیٰ کے علم کے برابر کرنا ہے اس لئے ہر چیز کا علم نہ ہونا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: بلکہ ضرور ہے کہ خدا کے سب بھید تیری سمجھ میں نہ آویں۔ اس لئے کہ اگر بندہ ہر چیز کی حقیقت اور علل و اسباب و فوائد و غایات سے واقف ہو جائے تو علم الٰہی سے مساوات لازم آئے۔ ص:۳۸۸۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: ومن حدثک انه یعلم ما فی غد فقد کذب ثم قرأت وما تدری نفس ما ذا تکسب غداً (بخاری شریف جلد ثانی ص:۷۲۰) ترجمہ یعنی اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ آپ ﷺ کل کی باتوں کا علم رکھتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے۔ پھر دلیل کے طور پر قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ کسی کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ: ومن زعم انه یخبر بما یکون فی غد فقد اعظم علی الله الفریة والله یقول قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا الله ج:۱ص:۹۸۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جس کا اعتقاد یہ ہو کہ آنحضور ﷺ کل آئندہ ہونیوالی باتوں کی خبر رکھتے ہیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عیب نہیں جانتا اور حافظ ہمام الحنفی فرماتے ہیں کہ: وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی ﷺ یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا الله مسائره مع المسامرة ص:۹۹ یعنی اور حنفی فقہاء نے کھلے طور پر اس آدمی کی تکفیر کی ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ آنحضور ﷺ غیب جانتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں کوئی بھی عیب نہیں جانتا مگر اللہ...... ناظرین کرام! احمد رضا نے قرآن و حدیث میں کھلی تحریف کر کے اپنے باطل عقیدۂ علم غیب کے ذریعہ عوام کو گمراہ کرنے کے سلسلہ میں صرف علماء دیوبند ہی کے خلاف نفرت کا ذہن بنانے کیلئے ان کی بے غبار عبارتوں میں خیانت نہیں کی ہے بلکہ اس سلسلہ میں نہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بخشا ہے نہ حنفیت کو بخشا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: (۱) ام المومنین صدیقہؓ جو الفاظ شان جلال میں

استعمال کر گئی ہیں۔ دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔ ملفوظات حصہ سوم ص:... کیا یہ لکھنا اس سے یہ تاثر دینا نہیں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ مقام نبوت سے کما حقہ واقف نہیں تھیں۔ اور آنحضور ﷺ کی شان اقدس میں قابل گردن زدنی توہین آمیز اور گستاخانہ کلمات کہہ جاتی تھیں۔ (معاذ اللہ) ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما۔ ترجمہ احمد رضا: نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ پ:۲۸ سورہ تحریم آیت:۴۔ کیا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دلوں کیلئے راہ سے ہٹنے کی تعبیر، اندرونی عداوت کا پتہ نہیں دے رہی ہے۔ (۳) اور حدائق بخشش حصہ سوم میں ص:۳۷ پر تو جی بھر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے اور ایسے بازاری الفاظ سے یاد کیا ہے کہ خدا کی پناہ ان اشعار کو نقل کرتے ہوئے دل تھراتا ہے۔ مگر نقل کفر کفر نباشد کے طور پر مجبوراً نقل کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ گندے اشعار یہ ہیں

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار — مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت — کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

(۴) یہ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کے چند نمونے ہوئے۔ اب تحریف قرآن اور فقہ حنفی پر کس طرح ہاتھ صاف کیا ہے ذرا اسے بھی دیکھتے چلیں۔ فمن لم یجد فصیام ثلٰثة ایام فی الحج و سبعة اذا رجعتم تلک عشرة کاملة پ:۲ رکوع:۲۴۔ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ جب کہ فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ سات روزے مکہ میں یا سفر میں یا کسی شہر یا اپنے گھر پہونچ کر کہیں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ مگر احمد رضا نے ترجمہ کر کے اس مسئلہ کا انکار اور فقہ حنفی کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۵) لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھا او تفرضوا لھن فریضة، پ:۲ آیت:۳۱۔ ترجمہ: تم پر کچھ مطالبہ نہیں، تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو۔ لا جناح علیکم کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ تم پر کچھ گناہ نہیں کیونکہ یہاں پر طلاق کی جس صورت کا بیان ہے۔ اس میں فقہ حنفی کی رو سے مرد پر عورت کو ایک جوڑا تین کپڑوں کا دینا واجب ہے۔ اور احمد رضا نے لکھا کہ کچھ مطالبہ نہیں۔ ان

طلقتم النساء یہ جملہ شرطیہ ہے۔ صحیح ترجمہ ہے اگر تم عورتوں کو طلاق دو احمد رضا نے اس کو حکم بنا دیا اور یوں غلط ترجمہ کیا تم عورتوں کو طلاق دو۔ او تفرضوا لهن فریضة یہاں لفظ ''او'' واو کے معنی میں ہے اور ''تمسوهن'' کے ساتھ لم لگا ہوا ہے اس کا تعلق'' او تفرضوا '' سے بھی ہے۔ صحیح ترجمہ ہوگا'' اور مقرر نہ کیا ہو مہر'' اور احمد رضا نے غلط ترجمہ'' یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو، کیا یہ سب کچھ قرآن کی کھلی تحریف اور فقہ حنفی کی مخالفت نہیں ہے؟ جس کا قرآن میں ہیر پھیر کرنے کا یہ حال ہو وہ دوسروں کی کتابوں میں کس قدر چار سو بیسی کرے گا۔

بہر حال ناظرین کرام! ان سب باتوں کے باوجود لطف اور حیرت کی چیز تو یہ ہے کہ احمد رضا کے نزدیک علم غیب کوئی کمال کی چیز ہے بھی نہیں چنانچہ وہ گدھے کیلئے علم غیب ثابت کر کے لکھتے ہیں کہ: وہ صفت جو غیر انسان کیلئے ہو سکتی ہے۔ انسان کیلئے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کیلئے ہو سکتی ہے۔ مسلم کیلئے کمال نہیں۔ ملفوظ حصہ:۴ ص:۱۱۔ پھر غضب تو یہ ہے کہ احمد رضا نے یہاں تک لکھ مارا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر کے باہر دروازہ پر کون ہے نہ آپ کو اس کی خبر ہے اور نہ یہ کہ پلنگ کے نیچے کیا ہے۔ اس کا آپ کو علم ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے کہ جبرئیل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبرئیل حاضر نہ ہوئے۔ سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام دردولت پر حاضر ہیں۔ فرمایا کیوں۔ عرض کیا'' انا لا ندخل بیتا فیه کلب او تصاویر: رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔ ملفوظ حصہ سوم ص:۱۷۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ احمد رضا کا نہ کوئی دین تھا اور نہ ایمان وعقیدہ بلکہ قرآن وحدیث میں تحریف کر کے باطل عقائد کے ذریعہ عوام کو گمراہ کر کے ان کے ایمان کو برباد کرنا اور اہل ایمان کو کافر بنانا یہ تھا مقصد زندگی، اور اصل مذہب، اور اپنے اسی مذہب پر قائم رہنے کی وصیت بھی کی تھی جیسا کہ ان کی وصیت یہ ہے کہ: اور میرا دین ومذہب جو میری کتاب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (ایمان افروا وصایا ص:۲۶)

مولانا نقی علی خاں صاحب فرماتے ہیں کہ: جس کا قول قرآن وحدیث وسلف صالح

کے مطابق ہو مانو اور دونوں کو اچھا جانو جس عالم کا عقیدہ فاسد ہو وہ تعظیم علم کا مستحق نہیں بلکہ نائب شیطان کا ہے کہ خلق خدا کو بہکاتا ہے۔ سرور القلوب ص:۱۰۵ اق ص:۲۲۰ ج۔ (نوٹ) کیا کوئی رضا خانی قیامت تک کسی حوالہ کو غلط ثابت کر سکتا ہے۔

قہر ربانی بر فرقۂ رضا خانی

ناظرین کرام! اب تک رضا خانیوں کی طرف سے جتنے اشتہارات شائع ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) ممتاز احمد خاں ساکن موضع ''منا'' کا لکھا ہوا بنام ''ایک اسرائیلی کا پاگل پن اور اس کا علاج'' (۲) محمد رجب مظفر پوری کا لکھا ہوا بنام (دیوبندیت کے منہ پر زنانٹے دار طمانچہ) (۳) لکھنے والے کا نام غائب بنام (مولوی اسرائیل بے خبری کے دلدل میں) (۴) محمد ابوالکلام بہرائچی کا لکھا ہوا بنام (رضوی میزائل بر سر اسرائیل) (۵) تبلیغی جماعت سے متعلق بنام (شیطانی جماعت) (۶) مرتب غائب بنام (دعوت فکر) (۷) ابوالکلام کا لکھا ہوا بنام (قہر قہار بر دیوبندی مکار) یعنی ایک کے مقابلہ میں اس اکھاڑے میں کئی پہلوان فرضی تال ٹھونک رہے ہیں۔ اور پھر بدحواسی کا عالم یہ ہے کہ ہم سے اشتہار بند کر دینے کی فریاد بھی کی جا رہی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ڈرامہ کہ ہمارے فلاں فلاں اشتہار قرض ہیں۔ نیز مختلف نام سے اشتہار میں یہ منافقانہ چال ہے کہ احمد رضا کی طرح پر فریب طور پر جھوٹ بول کر بعض اشتہار کا انکار کیا جا سکے کہ ہم نے اتنا اشتہار لکھے اور تعداد اس سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم نے کسی خاص رضا خانی کو اپنا مخاطب نہیں بنایا ہے۔ بلکہ شروع سے یہ لکھتے چلے آرہے ہیں کہ ابتک رضا خانیوں کی طرف سے یہ اشتہار اتنے نمبر پر آیا ہے۔ اب اگر کوئی نادان رضا خانی اپنا فرضی بھاؤ بنانے کیلئے خود کو مخاطب سمجھ رہا ہے تو وہ بلاوجہ حسن ظن میں مبتلا ہے۔ مگر ہم کبھی اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئے کہ کوئی رضا خانی منہ لگانے کے قابل بھی ہوا کرتا ہے۔ یہ تو محض قرض چکانے کیلئے مولانا نقی علی خاں صاحب کی صحیح باتیں پیش کر کے احمد رضا کی بددیانتی اور گمراہی کی نشاندہی کرتے ہیں اور بس۔

ناظرین کرام! (۱) اس ساتویں اشتہار میں بھی احمد رضا کی انہیں کفریات یعنی احمد رضا نے اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کیلئے جو سڑی سڑی گالیاں لکھی ہیں ان پر پردہ ڈالنے کیلئے

احمد رضا جیسی بدزبانی سے کام لیا گیا ہے۔ حالانکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کی رو سے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدے اور وعید کے خلاف پر قادر ہے۔ البتہ وہ ایسا ہرگز نہیں کرے گا لہذا ہم یہاں پر قرآن پاک کی دو آیات پیش کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ بسبب آنحضور ﷺ کے اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر عذاب نہ بھیجے گا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً۔ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر عذاب بھیجنے پر قادر ہے۔ اب ہمیں قرآن کے مقابلہ میں احمد رضا کی گندی اور گمراہ کن کتاب (سبحان السبوح) کے مطالعہ کی دعوت دی جا رہی ہے۔ حالانکہ فتاویٰ رضویہ اور کوکب شہابیہ کی طرح اس گندی کتاب میں بھی احمد رضا نے اللہ تعالیٰ کو یہ ناقابل برداشت گندی گالیاں دی ہیں۔ تمہارا خدا لونڈیوں کی طرح زنا کرائے ورنہ دیوبند کے چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکٹو تو ہمارے برابر نہ ہو سکا۔ پھر ضروری ہے کہ تمہارے خدا کی زن بھی ہو۔ اور ضروری ہے کہ خدا کا آلۂ تناسل بھی ہو یوں خدا کے مقابلہ میں ایک خدائن ماننی پڑے گی۔ ص:۱۴۲۔ ابلیس بھی ہاتھ ملتا ہوگا کہ میں بہت پیچھے رہ گیا، ایمان و عقل سلب ہو جانے کے بعد ہی کسی بدعقل کی یہ بڑبڑاہٹ ہو سکتی ہے۔ نہ معلوم ایسے دشمن دین وایمان اور بدفطرت و بدزبان کی حمایت کرنے والے جہنم کے کس طبقہ میں رہنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ (۲) ہم پر فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت کے مسئلوں کی تحقیر کا الزام احمد رضا کی طرح صرف جھوٹ بولنا ہے کیونکہ ہم نے احمد رضا کی خیانت کا نمونہ پیش کیا ہے۔ کسی مسئلہ کی تحقیر نہیں کی ہے۔ آئندہ ہماری پوری عبارت نقل کرنا، اگر اس میں کسی رضا خانی کو اصل مسئلہ کی تحقیر سمجھ میں آ رہی ہے تو وہ بریلی کے پاگل خانہ میں بھرتی ہو جائے۔ (۳) ہم نے تحذیر الناس کی بے غبار عبارت میں رضا خانی خیانت دکھلاتے ہوئے مولانا نقی علی خاں صاحب کی یہ عبارت پیش کی ہے۔ (اگر اور پیغمبر زمانہ آپ کا پاتے تصدیق اور تائید آپ کی کرتے۔ اوضح ص:۱۹۲۔ اس کو گوشت بھری کچوریاں سمجھ کر کھا گئے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان کی ایمان افروز عبارت کے سلسلہ میں احمد رضا کی گندی ذہنیت کو آشکارا کرتے ہوئے مولانا نقی علی خاں صاحب کی یہ عبارت پیش کی ہے کہ: اللہ اکبر کا مضمون ہے اس کے کہ غیر کو اور اپنے نفس کو ذلیل جانے حاصل نہیں ہوتا۔ ص:۳۴۷ اس کو

سوڈا واٹر کی بوتل سمجھ کر پی گئے۔ کیونکہ اس کے جواب میں رضا خانیت کی حقیقی موت اور احمد رضا کی مٹی پلید ہوتی ہے۔ اس لئے مزید خیانت وخباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خطبات حکیم الامت ص:۵ کے حوالہ سے یہ غلط عبارت نقل کی ہے۔ "ختم نبوت کے یہ معنی کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا دنیا کو دھوکہ دینا ہے۔" اگر کسی رضا خانی میں ذرہ برابر ایمان ہے تو بتلائے کہ یہ عبارت بغیر خیانت کے پیش کی ہے؟ (۴) ہماری کتاب (نزالاجود) کے جواب کیلئے قیامت تک کوئی رضا خانی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احمد رضا کے محرف ترجمہ کو صحیح ماننے کی صورت میں رضا خانیوں کیلئے مولانا نقی علی خاں صاحب کو گستاخ رسول، کافر اور مرتد کہنا ضرور ہو جاتا ہے۔ اور مولانا نقی علی خانصاحب کے ترجمہ کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد احمد رضا کے گمراہ کن ترجمہ کو ٹھکرا دینا ایمان کا تقاضا ہے۔ (۵) جب اشتہار کی تاب نہیں تو پھر لفظ مناظرہ سے تمہیں شرم نہیں آتی۔ اور مناظرہ کے نتیجہ میں تمہیں اپنا برا انجام سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ بھی غیر عالم نامعلوم ڈاکٹر رضوان احمد نام کا گھوسی میں کوئی ڈاکٹر ہے بھی نہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہم بھی دیوبندی مدرسہ کے پرائمری درجہ ایک کے ایک بچہ رضوان الاسلام کا نام دیتے ہیں۔ لہذا دنیائے رضا خانیت میں اب تک کوئی مناظر پیدا ہوا ہو تو مقابلہ کیلئے اس بچہ کو ڈھونڈھ کر اس سے رابطہ قائم کرے۔

پرفریب طور پر جنت کا سبز باغ دکھا کر

قوم کو اپنے ساتھ جہنم میں لیجانیوالے دیانت باختہ رضا خانی احمد رضا سمیت اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ نیز اپنی بہن بیٹیوں کو زنا اور بدکاری سے بچائیں اور انہیں دیوبندی گھروں سے فوراً ہانک لے جائیں۔

ناظرین کرام! حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تقدس یقیناً ان تمام کفری الزامات سے یکسر پاک ہے جو ان پر محض حسد اور اپنی علمی برتری کے جنون میں

لگائے گئے ہیں۔ اور احمد رضا نے انگریز کے خلاف جہاد کی اسپرٹ کو سرد کرنے اور انگریز کا حق نمک ادا کرنے کی خاطر جو گندے اور گھناؤنے الزامات لگائے ہیں ایمان اور انسانیت کے ہوتے ہوئے ایسی ذلیل حرکت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قدرۃً احمد رضا اپنے ہی فتوے سے کافر و مرتد ہیں اور جو ان کو سچا مسلمان مانے وہ بھی کافر قرار پاتا ہے۔ یوں تو احمد رضا نے اپنی خباثت نفس کے باعث حضرت شہید دہلویؒ پر طرح طرح کے گندے اور جھوٹے الزامات لگائے ہیں، مگر ہم یہاں پر صرف ایک عبارت پیش کرتے ہیں چنانچہ وہ حضرت شہید دہلویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر انہیں ایذا نہ پہونچی۔ واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذا پہونچی، کوکبہ شہابیہ ص: ۳۰۔۳۱) اور دوسری کتاب تمہید ایمان میں لکھتے ہیں کہ: جو شخص حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرے وہ کافر ہے۔ اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ص: ۳۵۔ اور پھر یہ بھی لکھتے ہیں کہ: اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ ص: ۴۳۔ اور احمد رضا کی باتوں کی رضا خانی مذہب میں حیثیت کیا ہے اسے بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔ چنانچہ مولوی شمس الدین سابق مدرس مدرسہ اشرفیہ مبارکپور لکھتے ہیں کہ: پہلے فتوے اور تصنیف سے لیکر آخری فتویٰ اور آخری کتاب تک کسی کی بھی رد و تغلیط نہیں کی جا سکتی کوئی بھی علمی غلطی آپ کی نہیں نکالی جا سکتی۔ صمصام ص: ۳۔ جب رضا خانیوں کے نزدیک احمد رضا کی کوئی بھی بات غلط نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ احمد رضا نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ نے آنحضور ﷺ کو صریح اور کھلی گالی دے کر توہین رسول کی ہے۔ یہ صحیح ہے۔ اور رسول کی توہین کرنے والا کافر مرتد ہے۔ اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی صحیح ہے۔ اس کے باوجود احمد رضا نے یہ بھی لکھا کہ میں حضرت اسمٰعیل (شہیدؒ دہلوی) کو کافر نہیں مانتا۔ بلکہ ان کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ اب اگر احمد رضا کو ایک سچا آدمی تسلیم کر لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ رسول کی توہین کرنے والے کو مسلمان مان کر خود اپنے ہی فتوے سے کافر و مرتد ہیں۔ لہذا احمد

رضا کو مسلمان ماننے والے تمام رضا خانی بھی کافر ہو گئے۔ نیز احمد رضا نے اپنے طور پر دیوبندیوں کو رسول کی توہین کرنے والا قرار دے کر ان کا حکم بیان کیا ہے کہ: ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی ہو مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنائے خالص ہوگا۔ اور اولاد ولد الزنا، ملفوظ جلد دوم ص: ۱۰۷۔ یعنی خود احمد رضا اور تمام رضا خانی احمد رضا کے فتوے سے ایسے ذلیل ہیں کہ ان کا نکاح دنیا میں کسی بھی عورت سے کبھی بھی صحیح نہیں ہے سب کے سب زنائے خالص میں مبتلا ہیں اور ان سب کی اولاد بھی حرامی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ رضا خانیوں نے اپنی بے نکاحی بیٹیوں کو دیوبندیوں کے یہاں بخوشی چھوڑ رکھا ہے۔ دیوبندیوں سے رشتہ ناطہ نہ کرنے پر رضا خانی عوام سے عہد و پیمان لینے والے ابلیس کے دلالوں اور وقت کے دجالوں کیلئے اس پر بھی محنت اور کوشش کرنی بہت ضروری ہے کہ تمام رضا خانی اپنی بہن بیٹیوں کو دیوبندی گھروں سے واپس لے جائیں۔ احمد رضا کی شان امامت و مجددیت بھی عجیب و غریب ہے۔

عجب ہے رضاخانی تیرا امام ۔۔۔ کہ تجھ کو بھی کافر بنائے مدام
دیکھ فرمان آقا ہے بیشک یہی ۔۔۔ جو کافر کہے خود ہے کافر وہی
ٹھکانہ ہے کافر کا نار سقر ۔۔۔ ہے کیا خوب احمد رضا کا یہ گھر

(نوٹ) آج سے چھ سال قبل یہ سلسلہ چلا تھا اس ساتویں اشتہار کے بعد رضا خانیوں کو سانپ سونگھ گیا۔ رجب ۱۴۲۷ء

پچپن ہزار روپیہ نقد انعام پر مشتمل ڈرامائی اشتہار کا بھیانک پوسٹ مارٹم رضا خانی سورماؤں کی دیانت و غیرت کا انتہائی کڑا امتحان

چونکہ اس ڈرامائی اشتہار کو منجانب جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی نشر کیا گیا ہے۔ لہذا ہمارا

خطاب براہ راست ایک تو مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب گھوسوی سے ہے جو مرکز رضا خانیت اشرفیہ مبارکپور کے شیخ الحدیث اور اپنوں میں محدث کبیر سمجھے جاتے ہیں اور دوسرے مفتی شریف الحق صاحب گھوسوی سے ہے جو اشرفیہ کے صدر مفتی اور رضا خانیوں میں مفتی اعظم ہند کہے جاتے ہیں۔ مفتی صاحب تو تقریباً ڈیڑھ سال سے ہمارے خاص مخاطب ہیں جبکہ انہوں نے ''اظہار حقیقت'' نام سے کتاب لکھ کر ایک مزید ناکردنی کا ارتکاب کیا تھا۔ جس میں انہوں نے اپنے سمدھی اور سمدھن کے شیخ حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب مجددی اور ان کے جانشین برحق استاذنا المکرّم حضرت مولانا اکرام الحق صاحب قبلہ کو کافر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ جس کے جواب میں ہم نے ''زلزلہ قیامت'' کتاب لکھ کر ان کے تکفیری ٹوکرے کو خود انہیں کے کھوپڑے پر اونڈیل دیا ہے۔ اب وہ براہ راست سامنے آنے کی جرأت نہیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد بنام ''علماء دیوبند علمائے اسلام کی نظر میں'' ایک کتاب لکھی تو ضرور مگر دوسرے ہی نام سے شائع کرنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ اس کے جواب میں بھی دنیائے رضا خانیت میں تہلکہ مچا دینے والی حالیہ تازہ ترین کتاب ''نرالا مجدد'' منظر عام پر آچکی ہے۔ اور اس کا پہلا ایڈیشن ختم بھی ہو رہا ہے۔ (اس وقت پانچ ایڈیشن شائع ہو چکا ہے) جس کا صحیح جواب شاید قیامت تک نہ لکھا جا سکے۔ یہی حال مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب کا بھی ہے۔ وہ بھی پردے میں بیٹھے اپنے بیٹے کے نام سے اپنے انڈین امام احمد رضا کی گڑھی ہوئی کفری عبارات کو انتہائی بے حیائی کے ساتھ علمائے دیوبند کے عقائد قرار دے کر بشکل اشتہار جگہ جگہ چسپاں کرا رہے ہیں۔ اگر یہ نادانی خود ان کی اپنی نہیں ہے تو پھر وہ صاف اعلان کر دیں کہ اس ذلیل حرکت اور اس جھوٹے اشتہار سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس گندے اشتہار کا بخط جلی عنوان یہ ہے ''مسلمانو! وہابیوں سے بچو'' جس میں پہلے نمبر پر علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ بتایا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جیسا علم غیب تو بچوں، پاگلوں، جانوروں اور دیگر رذائل کو بھی حاصل ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ کیا پوری دنیائے رضا خانیت میں ہے کوئی ایسا علامہ جو بالکل یہی عبارت حفظ الایمان میں دکھا سکے؟ کیا حفظ الایمان کی تھوڑی سی عبارت چرا کر اس میں احمد رضا نے اپنی طرف سے الفاظ شامل نہیں کیے ہیں؟ کیا اپنی طرف سے الفاظ شامل کر کے یہ کفری عبارت تیار نہیں کی گئی ہے۔ کیا اس کفری عبارت میں رسول

اللہ ﷺ کی کھلی ہوئی توہین نہیں ہے؟ کیا ایسی عبارت بنانے والا جس میں یقینی طور پر رسول اللہ ﷺ کی کھلی ہوئی توہین ہو وہ خود رسول کی توہین کرنے والا نہیں ہے، کیا رسول کی توہین کرنے والا مسلمان ہے کیا رسول کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنے والا مسلمان ہے؟ کیا اس مذکورہ گڑھی ہوئی عبارت کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ علمائے دیوبند پر لاگو ہوگا یا اس بدنصیب پر جس نے خود ایسی کفری عبارت تیار کی جس میں کسی طرح رسول کی توہین ہو جائے۔ دوسرے نمبر پر یہ عقیدہ بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ سے زیادہ شیطان لعین کو علم ہے۔ نعوذ باللہ یہاں پر بھی ہمارے وہی سارے سوالات ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ کیا آج تک دنیا میں کوئی ایسا باغیرت اور دیانتدار رضا خانی پیدا ہوا ہے جو اپنے اعلیٰ حضرت کی خود ساختہ یہ کفری عبارت علمائے دیوبند کی کسی بھی کتاب میں دکھا سکے۔ اس طرح کی ساری کفری عبارتیں احمد رضا خاں کی بنائی ہوئی نہ ہوتیں بلکہ علمائے دیوبند کی کتابوں میں موجود ہوتیں تو پھر عوام کو انکی کتابیں دیکھنے سے ہرگز دور نہ رکھا جاتا۔ چونکہ ہمیں یہ سلسلہ بشکل اشتہار قسط وار جاری رکھنا ہے اس لئے فی الحال صرف دو ہی عبارتوں سے متعلق کلام کیا ہے۔ اب ہمیں براہ راست مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب اور مفتی شریف الحق صاحب سے مطالبہ کرنا اور ان کی دیانت و غیرت کو للکارنا ہے کہ اگر دونوں بزرگوار کو اپنی ماں کا ایک قطرہ بھی دودھ نصیب ہوا ہو تو وہ بذات خود اور بنام خود بشکل اشتہار ''ہاں یا نہیں'' میں دوٹوک جواب دیں۔ اگر اس سلسلہ میں کچھ بھی ایچ پیچ سے کام لیا گیا تو پھر ہم اس کا بھی بہت اچھا علاج کرنا جانتے ہیں۔ اور بجائے ۵۵ ہزار کے ۵۵ لاکھ کے انعام کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں۔ نیز جواب میں اگر کوئی اشتہار دوسرے کے نام سے شائع ہوا تو پھر عوام رضا خانیوں کی شرمناک شکست کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے۔

انتہائی پرفریب اور ڈرامائی رضا خانی اشتہار کے پوسٹ مارٹم کی دوسری قسط

ناظرین کرام کو یہ حقیقت بخوبی معلوم ہوگی کہ مذہب رضا خانیت کے بانی اور

رضاخانیوں کے امام "احمد رضا بریلوی" کی خود ساختہ وہ کفری عبارات جن کو انتہائی بے حیائی سے علماء دیو بند کے عقائد قرار دے کر ۵۵ ہزار روپے انعام کے ساتھ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی سے شائع کئے گئے ڈرامائی اشتہار میں مندرج صرف دو عبارات سے متعلق ہم نے اپنے پہلے اشتہار میں رضاخانی سورماؤں سے ان کی دیانت وغیرت کو للکارتے ہوئے یہ پرزور مطالبہ کیا ہے کہ وہ بالکل وہی عبارت ہماری کسی بھی کتاب میں دکھادیں۔

اب اس وقت ہمیں تیسری عبارت سے متعلق کلام کرنا ہے جس کو کتاب تحذیر الناس کے حوالہ سے علماء دیو بند کا عقیدہ بتلاتے ہوئے یوں لکھا گیا ہے کہ: حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کے بھی پیش کرنے میں انتہائی خیانت وبددیانتی سے کام لیا گیا ہے۔ اور الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ طویل مربوط عبارت کا صرف تھوڑا سا ٹکڑا نقل کر کے محض عوام کو گمراہ کرنے کیلئے یہ دکھلایا گیا ہے کہ علماء دیو بند آنحضور ﷺ کے نبی آخر الزماں ہونے کے معاذ اللہ منکر اور آپ کے بعد بھی کسی جدید نبی کے پیدا ہونے کے قائل ہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ یہ باطل اور گندہ عقیدہ نہ ہماری کسی کتاب میں ہے اور نہ ہی کسی دیو بندی کے حاشیۂ خیال پر کبھی اس کا ہلکا سا سایہ بھی پڑا ہے۔ مگر ہندوستان میں سنی حنفی کے جھوٹے دعوے کے ساتھ اسلام کا ایک ایسا بدترین دشمن طبقہ پیدا ہو چکا ہے جس کا مقصد ہی ایک طرف تو عبداللہ بن سبا یہودی کی طرح اسلام کے نام پر اسلام سے ناواقف عوام میں اسلام کو مسخ کر کے پھیلانا۔ اور دوسری طرف اسلام کے سچے محافظ علماء دیو بند کی بے غبار اور ایمان افروز عبارتوں میں ایسی گھناؤنی تحریف و خیانت کرنا ہے جس پر ابلیس بھی لعنت کرنے اور یہود ونصاریٰ بھی لاحول پڑھنے پر مجبور ہوں

کتاب تحذیر الناس آنحضور ﷺ کے ختم نبوت کے معنی کی تحقیق واثبات پر بانی دارالعلوم دیو بند حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ کی وہ معرکۃ الآراء کتاب ہے جو عجیب وغریب مواد پر مشتمل چالیس صفحات کی ایک خالص علمی اور اسلامی تاریخ میں اپنے طرز پر ایک نہایت انوکھی کتاب ہے۔ جس کے ص:۳ سے ص:۹ تک کے اندر ہی متعدد جگہ صراحت کے ساتھ آنحضور ﷺ کا نبی آخر الزماں ہونا ثابت کیا ہے۔ اور اس کے منکر کو کافر فرمایا ہے۔ بغرض اختصار ہم صرف ص: ۹ کی چند مختصر

عبارتیں نقل کرتے ہیں۔ جو ایک انصاف پسند اور خدا ترس انسان کی تشفی کیلئے یقیناً کافی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ: سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ص:۹ س:۱۳-۱۴ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ ص:۹ س:۱۷ تا ۲۰۔ اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے۔ اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی ص:۹ س:۲۱-۲۲ باوجود ان تمام تصریحات کے آنکھیں بند کر کے اس سے آگے ص:۱۳ کے غیر مربوط ایک ٹکڑے کو ص:۲۵ کے غیر مربوط ٹکڑے کے ساتھ جوڑا گیا اور پھر ص:۳ کے غیر مربوط حصہ کو آخر میں شامل کر کے الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ عربی میں اس پوری عبارت کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔ تاکہ کسی بھی طرح کفری عبارت تیار کر کے علماء حرمین شریفین کو دھوکا دے کر ان سے فتوائے کفر حاصل کیا جا سکے۔ (جس کا جی چاہے وہ تحذیر الناس کی عبارات کو احمد رضا کی کتاب حسام الحرمین) طبع اول ص: ۱۲-۱۳۔ اور طبع جدید ص:۱۹-۲۰ سے ملالے)

ظاہر بات ہے، ایسی ذلیل حرکت کیلئے ماں کی اجازت کے بغیر ارادہ سفر اور سفر حج کی مکمل تیاری جیسے حرام کام کا ارتکاب کرنا ہی پڑے گا۔

اور اس کیلئے تمام رضاخانی مولوی بیچارے بھی مجبور ہیں کہ وہ اپنی عوام کو علماء دیو بند کی کتابیں دیکھنے سے دور رکھنے کیلئے زندگی بھر جان توڑ کوششیں کرتے رہیں۔

اگر آج ان کے اعلیٰ حضرت بھی موجود ہوتے تو ان کی بھی یہ مجال نہ تھی کہ ہمارے سوالات کا وہ دوٹوک جواب دے پاتے۔ چہ جائیکہ آج کے گرو گھنٹال لوگ براہ راست سامنے آسکیں۔ سوائے اس کے کہ طائف کے اوباشوں کا رول ادا کرنے کیلئے دین سے محض ناواقف چند عوام اور کچھ ناعاقبت اندیش مولوی نما جاہلوں کو صرف استعمال کیا جائے۔ درحقیقت یہ علماء دیو بند سے دشمنی نہیں ہے بلکہ صرف اسلام سے دشمنی کے نتیجہ میں محض دین سے ناواقف عوام کے ایمان سے کھلواڑ کرنا ہے۔ اور یہ کسی ایسے ہی خبیث انسان کا کام ہوسکتا ہے

جو دنیا کے تمام بدترین دشمنان اسلام سے کہیں زیادہ اپنے ناپاک سینہ میں ایمان سے خالی نجاست بھرا دل رکھتا ہوگا۔

مفتی صاحب نے تو اس سلسلہ میں کمال ہی کر دیا ہے۔ واقعی میں انہوں نے اپنے امام کی نا کردنی پر صرف پردہ ڈالنے کیلئے بریلی میں رہنے کا حق نمک ادا کر دیا ہے۔ جس کو دیکھ کر یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آخرت پر ایمان سے محرومی کے بغیر کوئی شخص ہرگز یہ جرأت نہیں کر سکتا۔

دین اسلام میں احمد رضا کی تحریفات کے دو نمونے

ناظرین کرام! احمد رضا خاں بریلوی کے دین و مذہب کے پرستار فرقۂ رضا خانیت کے مولوی نما جہلا نے دین اسلام کے صاف چہرہ کو مسخ کرنے کیلئے دیگر بہت سے مسائل کے ساتھ ساتھ اقامت کے وقت کھڑے ہونے اور خطبۂ جمعہ کی اذان کو بھی تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ اور اس کیلئے اپنا من گھڑت اور خاص نیا طریقہ ایجاد کر رکھا ہے۔ (۱) یہ کہ نماز سے کچھ پہلے امام آکر مصلیٰ پر بیٹھ جاتا ہے۔ حی علی الفلاح پر امام اور ساتھ ہی سب نمازی ہڑبڑا کر کھڑے ہوتے ہیں اور شروع اقامت پر کھڑے ہونے کو برا اور غلط سمجھتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس من گھڑت طریقۂ عمل کی تائید میں کچھ حدیثیں اور فقہ کی چند عبارتیں خیانت کے ساتھ بڑے دھڑلے سے پیش کر کے عوام کو صرف دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ من گھڑت نیا طریقۂ عمل کہ امام پہلے مصلے پر بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر امام نمازیوں سمیت ہڑبڑا کر اٹھے۔ نہ حدیث سے اس کا کہیں ثبوت ہے اور نہ فقہ کی کسی کتاب میں مذکور۔ بلکہ کتب حدیث میں اس کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں ہے کہ: عن ابی قتادة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقيمت الصلوٰة فلا تقوموا حتی ترونی (جلد اول ص: ۸۸) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز کی اقامت کہی جائے تو جبتک مجھے نہ دیکھ لو کھڑے مت ہو۔ یعنی نماز سے کچھ پہلے آکر مصلیٰ پر آپ ﷺ کے تشریف رکھنے کے بعد اقامت شروع نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت شروع فرما دیتے تھے۔ اور سب نمازیوں کو کہا جا رہا ہے کہ وہ بھی امام کو دیکھتے ہی فوراً کھڑے ہو جائیں۔ اور ابوداؤد میں شریف میں ہے: عن

ابی هريرة ان الصلوٰة كانت تقام لرسول الله ﷺ فياخذ الناس مقامهم قبل ان ياخذ النبی ﷺ (جلد اول ص: ۸۰) یعنی نماز کی اقامت کہی جاتی تو آپ کے اپنی جگہ پر تشریف لانے سے پہلے ہی صحابہ صف میں اپنی اپنی جگہیں سنبھال لیتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: عن سماک قال سمعت ان نعمان بن بشیر قال كان رسول الله ﷺ يسوی يعنی صفوفنا اذا قمنا للصلوٰة فاذا استوينا كبر۔ ص: ۹۷ یعنی آنحضور ﷺ صحابہؓ کی صفیں درست کر کے تکبیر تحریمہ فرماتے تھے۔ اور جن کتابوں میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو مستحب قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب علامہ طحاویؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔ والظاهر انه احتراز عن التاخير لا التقديم حتی لو قام اول الاقامة لا باس طحطاوی علی الدر جلد اول ص: ۳۳۱ یعنی جو پہلے سے کھڑا نہیں ہو سکا۔ وہ حی علی الفلاح تک ہر حال میں کھڑا ہو جائے۔ اس کے بعد تک بیٹھا نہیں رہنا چاہئے۔ اور اگر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو گیا تو کوئی حرج نہیں۔

ناظرین کرام! آنحضور ﷺ تو تشریف لا کر مصلے پر بیٹھنے کے بجائے صفیں درست فرمائیں اور رضا خانی تھوتر امام بیٹھا اپنے مصلے سے چپکا رہے۔ صحابہ تو آپ کو دیکھتے ہی شروع اقامت سے کھڑے ہو جائیں اور رضا خانی الھڑ گھامڑ مقتدی اپنے سامنے امام کے ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوں؟ فقہائے کرام تو فرمائیں کہ شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اور رضا خانی بے غیرت جماعت اس طریقہ عمل کو برا سمجھے۔ لا حول ولاقوة الا بالله.

(۲) ناظرین کرام! خطبۂ جمعہ کی اذان کے سلسلہ میں بھی رضا خانیوں نے صرف فریب دہی ہی سے کام لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے مقدس وقت سے حضرت عمرؓ کے زمانۂ مبارکہ تک جمعہ کو صرف ایک اذان تھی جو خطبہ کے وقت ہوتی تھی۔ اور پنج وقتہ اذان چونکہ محلّہ میں گھروں کے اندر موجود عام لوگوں کو نماز کے وقت سے آگاہ کرنے کیلئے ہے اس لئے اس اذان کو بلند جگہ سے کہنا ہے تاکہ آواز دور دور تک پہونچے خواہ وہ بلند جگہ مسجد کی چھت ہی کیوں نہ ہو۔ اس اذان کو مسجد کے اندر دینا مکروہ اس لئے ہے کہ اس صورت میں آواز دور تک نہ جا سکے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانہ سے ایک اور اذان کا

اضافہ ہوا پہلی اذان محلہ کے لوگوں کو نماز کے وقت سے آگاہ کرنے کیلئے اور دوسری اذان مسجد کے اندر موجود لوگوں کو یہ بتانے کیلئے ہے کہ اب خطبہ شروع ہونیوالا ہے۔ اور سنت پڑھنے کا موقع نہیں رہا۔ لہذا خطبہ کی یہ اذان حضرت عثمان غنیؓ کیوقت سے آج تک ہر زمانہ اور دنیا کے ہر شہر میں مسجد کے اندر ہی ممبر کے قریب امام کے سامنے ہوتی چلی آرہی ہے۔ جس کو اہل حق نے بفرمان رسول ﷺ **علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین**۔ حق سمجھ کر بسر و چشم قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے ہر جگہ صرف پہلی ہی اذان ہوتی ہے ۔رضا خانیوں نے اپنی بدعقلی سے یہ سمجھ لیا کہ معاذ اللہ اذان کے الفاظ ہی کچھ ایسے نازیبا ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف ہیں۔ لہذا موذن کو مسجد کے باہر ڈھکیل دو، تب تو رضا خانیوں کو یہ بھی چاہیے کہ وہ تکبیر بھی مسجد کے باہر ہی سے کہیں کیوں کہ اس میں بھی اذان کے تمام الفاظ موجود ہیں۔ یا وہ یہ ثابت کریں کہ حضرت عثمان غنیؓ کے وقت سے ہر زمانہ اور ہر شہر میں خطبہ کی اذان مسجد کے باہر سے ہوتی تھی۔ اصل میں رضا خانیوں نے احمد رضا کی پیروی کرتے ہوئے صرف اسلام دشمنی میں یہ نئے طریقے ایجاد کر رکھے ہیں کیوں کہ انہوں نے اپنے مذہب کے تحفظ کیلئے مرتے وقت یہ تاکیدی وصیت کی ہے کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ وصایا ص:۲۶

فتنۂ رضا خانیت

آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (قرآن کریم)

محمد کی اطاعت ہر عمل میں شرط اول ہے — اسی میں ہے اگر خامی محبت نا مکمل ہے
رضا خانی تو دشمن ہے یقیناً دین برحق کا — نہیں ایمان جب اس میں محبت کیسے حاصل ہے

ناظرین کرام! رضا اکیڈمی ناندیڑ سے شائع ہونے والا ایک پر فریب اور فتنہ انگیز اشتہار بنام ''تبلیغی جماعت کیا ہے؟'' نظر سے گذرا جس میں تبلیغی جماعت کے گیارہ عقیدے بتلائے گئے ہیں اور کسی بھی حوالہ کو غلط ثابت کرنے پر گیارہ ہزار ایک سو روپیہ انعام

دینے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔

ہم پوری دنیائے رضا خانیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر رضا خانیوں میں کسی کے اندر انسانیت اور دیانت ہے تو وہ بالکل یہی ساری وہ عبارتیں جو اس اشتہار میں دی گئی ہیں۔ ہماری کتابوں میں دکھلادے۔ اور کلما کی قسم کھا کر یہ کہے کہ عبارت نقل کرنے میں کسی طرح کی خیانت نہیں کی گئی ہے۔ اور پھر گیارہ ہزار نہیں بلکہ گیارہ لاکھ روپئے انعام لے جائے۔ کیا ہے کوئی ایسا رضا خانی جو اپنی دیانت کا ثبوت پیش کر سکے؟ حقیقت میں خود احمد رضا خاں بریلوی کا یہ خاص مشن اور محبوب مشغلہ رہا ہے کہ علماء دیوبند رحمہم اللہ کی بے غبار عبارتوں میں خیانت کر کے زندگی بھر خدا اور رسول کی توہین کرتا رہا۔ خود اسی مذکور اشتہار میں ''حفظ الایمان'' کے حوالہ سے جو یہ عبارت دی گئی ہے کہ: حضور ﷺ کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔ معاذ اللہ۔ قیامت تک کوئی رضا خانی ''حفظ الایمان'' میں یہ عبارت نہیں دکھا سکتا۔ یہ لکھ کر خود احمد رضا نے آنحضور ﷺ کی توہین کی ہے۔ یا یہ کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔ معاذ اللہ ''تقویۃ الایمان'' کے کسی نسخہ میں بھی کوئی رضا خانی نہیں دکھا سکتا۔ یہ عبارت بھی لکھ کر خود احمد رضا نے رسول کی توہین کی ہے۔ اور رسول ﷺ کی توہین کر کے آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور رسول کی توہین کرنیوالے کو مسلمان سمجھنے والا بھی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لکھنا کہ **لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ** کہنا جائز ہے۔ یہ بھی رضا خانیوں ہی کی بدترین خباثت ہے اور کلمۂ توحید کا مذاق اڑانا ہے۔ ہماری کسی بھی کتاب میں ایسا نہیں لکھا ہے۔ رضا اکیڈمی ناندیڑ سے شائع ہونیوالے اس مذکورہ اشتہار کی حمایت کرنے والا خود اپنے ایمان کی خیر منائے۔ احمد رضا خاں نے صرف رسول ہی کی توہین نہیں کی ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کو بھی گندی گندی گالیاں دی ہیں جن کو نقل کرنا بھی ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔ مگر بطور نقل کفر کفر نباشد مجبوراً ہم چند ہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو وہ بدطینت لکھتا ہے۔

''وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح قلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی

طرح خود مفعول بنا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں وغیرہ وغیرہ۔ العیاذ باللہ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص: ۴۵۷ رضا اکیڈمی بمبئی)

اپنی ماں کا دودھ پینے والا ہے کوئی رضاخانی جو اس حوالہ کو غلط ثابت کردے۔ اصل میں تبلیغی جماعت سے رضاخانیوں کو اس لئے بدحواسی ہے کہ جماعت سے لگنے والا مسلمان جب اسلام کو اچھی طرح سمجھ لے گا۔ پکا نمازی اور صحیح دیندار ہو جائے گا تو پھر عرس، گاگر، چادر، گیارہویں شریف اور رسمی تیجہ فاتحہ کے ذریعہ مفت میں ہونیوالی آمدنی سب خاک میں مل جائے گی۔ آخرت تو برباد ہے ہی دنیا میں بھی کوئی پرسان حال نہیں رہے گا۔ اس لئے وہ بیچارے مجبور ہیں کہ اپنا پیٹ پالنے اور نفسانی خواہشات پوری کرنے کیلئے تبلیغی جماعت کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کرتے رہیں۔ حالانکہ احمد رضا کے باپ مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں:

"جو نماز نہیں پڑھتا اس کا ایمان کس طرح رہے گا ہیہات ہیہات! اس زمانہ میں لاکھوں کروڑوں آدمی ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بیخوف وخطر ہزاروں نمازیں قضا کرتے ہیں، اگر کوئی تاکید کرتا ہے، سینکڑوں حیلے اور بہانے اور بیسیوں عذر جھوٹے ظاہر کرتے ہیں۔ (الکلام الاوضح ص: ۳۳۶، تفسیر سورہ الم نشرح) اور تبلیغ دین کے دشمن بدعتیوں کے خلاف اہل حق سے یہ کہتے ہیں کہ امت محمدیہ اہل بدعت کے قبضے میں ہے اٹھو اور خلق کو نصیحت کرو" ص: ۲۹۔

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ دین کی صحیح معلومات حاصل کر کے آخرت میں کام آنیوالے عمل کریں اور رضاخانیوں کی فتنہ انگریزی سے دور رہیں۔

مولانا نقی علی خانصاحبؒ کی حقیقت افروز تحریروں کی روشنی میں احمد رضا کے فرضی تقدس کی پرزور تردید اور ارباب جامعہ امجدیہ گھوسی کی فقہی عبارات میں خیانات پلید۔

ناظرین کرام! قبل اس کے کہ آپ مولوی ضیاء المصطفیٰ گھوسوی کی زیر سرپرستی

شائع ہونیوالے سہ ماہی پرچہ (امجدیہ گھوسی) کے شمارہ ۳ میں بعنوان "دیوبندیوں کی فقہ دانی سے جہالت" کے تحت احمد رضا کا خود اپنے حق میں تازندگی سنت نمازوں کی معافی کے باطل دعوے کی بیجا حمایت اور فقہی عبارات میں رضاخانیوں کی شرمناک بددیانتی اور خیانت ملاحظہ فرمائیں۔ پہلے احمد رضا کے باپ مولانا نقی علی خاں صاحبؒ کی تحریروں میں نماز جیسی عظیم عبادت کی اہمیت اور خدا اور رسول کی فرماں برداری کی عظمت بغور ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

بے نمازی پیغمبروں کا دشمن ہے۔ (الکلام الاوضح ص: ۳۳۵) جو نماز نہیں پڑھتا اس کا ایمان کس طرح رہے گا (ص: ۳۳۶) بندہ کامل وہ ہے کہ فرماں برداری خدا اور رسول کی ہر کام اور ہر حال میں اختیار کرے۔ (ص: ۲۱۸) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوج گئے۔ (ص: ۳۳۶) لیکن احمد رضا کے دل میں نماز جیسی اہم ترین عبادت کی حیثیت کیا ہے اسے بھی دیکھئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ: سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں، لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑی، نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔ (الملفوظ چہارم ص: ۵۰) اس عبارت میں احمد رضا نے یہ ایک بے بنیاد اور محض باطل دعویٰ کیا ہے کہ مجھ سے تازندگی مستقل طور پر سنت نمازیں معاف کردی گئی ہیں۔ اور ساتھ ہی فقہائے کرام پر معافی کا الزام لگا کر بدترین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ البتہ یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ وہ نفل نمازوں سے تازندگی ضرور محروم کر دیئے گئے تھے۔ جو قرب خداوندی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اور ہونا بھی یہی چاہئے، کیوں کہ خدا کی غیرت کو یہ کب گوارا ہوگا کہ کسی بدعتی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی نصیب ہو۔ جب کہ وہ خیر سے امام المبتدعین بھی ہو۔ بہر حال احمد رضا کے اس جھوٹے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کتب فقہ سے چند عبارتیں پیش کی گئی ہیں۔ جنہیں ہم بعینہٖ نقل کر رہے ہیں:

فتاویٰ عالمگیری ج: ۱ ص: ۵۸ پر ہے: قال مشائخنا العالم اذا صار مرجعا فی الفتویٰ یجوز له ترک سائر السنن لحاجة الناس الی فتواه الا سنة الفجر کذا فی النهایة ۔ ترجمہ: ہمارے مشائخ نے فرمایا: عالم جب مرجع فتویٰ ہو جائے تو فجر کے سوا تمام سنتوں کو چھوڑنا جائز ہے۔ لوگوں کے اس فتویٰ کی حاجت کی وجہ سے، ایسے ہی نہایہ

ممکن ہے۔

فتح القدیر میں ہے: العالم اذا صار مرجعاً للفتوی جاز له ترک السنن لحاجة۔ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا جب فتویٰ نویسی میں مرجع خلائق ہو جائے تو اس کیلئے سنتوں کا ترک کرنا جائز ہے۔ لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے فجر کی سنت کے علاوہ۔ یعنی فجر کی سنت چھوڑنا ناجائز ہے۔

تنویر الابصار میں ہے: لا یجوز ترکھا لعالم صار مرجعا فی الفتوی بخلاف باقی السنن۔ الدر المختار میں ہے: فله ترکھا لحاجة الناس الی فتواہ۔ رد المحتار میں ہے: الظاهر ان معناہ انه یترکھا وقت اشتغاله بالافتاء لاجل حاجة الناس المجتمعین۔ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی عالم ایسا مرجع فتاویٰ ہو جائے کہ اس کو لوگوں کے سوالات کا جواب دینے سے فرصت نہ ملے تو اس کو فجر کی سنتوں کے سوا دوسری سنتوں کا چھوڑنا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت اپنے وقت کے بہت بڑے مرجع فتویٰ تھے۔ فقہائے احناف کے اس فتوے کی روشنی میں امام احمد رضا کا فرمان بالکل صحیح ہے۔ (امجدیہ ص:۶۰)

ناظرین کرام! ہم نے احمد رضا کے باطل دعوے کے ثبوت میں پیش کئے گئے اس رضا خانیا استدلال کو بعینہ نقل کر دیا ہے۔ فقہ کی ان عبارتوں کو پیش کر کے اگر یہ بتانا مقصود ہے کہ احمد رضا نے انہیں عبارتوں سے اپنے لئے تا زندگی سنتوں کی معافی سمجھی ہے تو پھر یہ کسی دیوبندی کی نہیں بلکہ خود احمد رضا کی فقہ دشمنی سے جہالت کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔ اور خلاصہ کے طور پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں سراسر مغالطہ اور فریب سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ رد المحتار کے حوالہ سے جو عربی عبارت آخر میں پیش کی گئی ہے اس میں بطور خلاصہ کے خود ہی تمام عبارتوں کا صحیح مطلب بیان کر دیا گیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی خدا پرست عالم دین کی خدمت میں لوگ شرعی مسئلہ دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوئے اور ان لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر فوراً جواب دینا ناگزیر ہو اور اس کی وجہ سے سنت پڑھنے کا موقع نہ مل سکا تو پھر ایسی صورت میں ترک سنت کا مواخذہ نہ ہوگا۔ نہ کہ صرف فتویٰ نویسی کی وجہ سے کسی عالم سے زندگی بھر کیلئے سنتیں معاف ہو جاتی ہیں۔ کیا کوئی رضا خانی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم سے لیکر تمام ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین، فقہاء اور بزرگان دین میں سے کسی ایک کے بھی بارے میں یہ ثبوت پیش کر سکتا ہے کہ علمی اشتغال اور فتویٰ نویسی کے باعث اس سے تا زندگی سنتیں معاف ہو گئی تھیں۔ یا کسی نے تا زندگی نفل نمازیں پڑھنی چھوڑ دی تھیں۔

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے فقہاء کرام کے فرمانے کا مطلب کیا ہے اور احمد رضا کو کیا سمجھ میں آ رہا ہے۔ سچ فرمایا ہے مولانا نقی علی خاں صاحب نے کہ "اہل بدعت واہواء کو سوا اشتخواں کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ (اوضح ص:۲۲۰)

ناظرین کرام! اپنے حق میں تا زندگی مستقل طور پر سنت کی معافی کے جھوٹے دعوے اور فقہاء کرام پر سنت کی معافی کے غلط الزام کے سلسلے میں احمد رضا کی گرفت کرنے والے جناب مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب قاسمی مدرس و مفتی مرکزی دار العلوم محمدیہ گھوسی کا یوں مذاق اڑایا ہے کہ "سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی اعجاز احمد کو دار العلوم دیوبند سے مفتی کی سند کیسے مل گئی" پھر آگے لکھا: پہلے بریلی کا سرمہ لگا لیجئے۔ لہذا یہ بتانا ضروری ہے کہ فقہی عبارات سمجھنے کیلئے علمی بصیرت اور نور ایمان کی ضرورت ہے۔ بریلی کا سرمہ اور کاجل اس کی قبر پر چڑھا وجو صرف کرتا پہن کر طوائف کے چکر میں رہنے والا تھا۔ دیوبند سے سند افتاء اسی کو مرحمت کی جاتی ہے جو فہم عبارت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہاں خیانت کاروں اور بدزبانوں کو مفتی اور علامہ نہیں کہا جاتا۔ ہر دور میں ایک سے ایک ایسے اہل علم ہوئے ہیں جن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ علمی خدمات اور فتویٰ نویسی کیلئے وقف رہا ہے۔ احمد رضا جیسے تو ان کے پاسنگ برابر بھی نہیں۔ پھر بھی ان کے حق میں سنت نمازوں کی معافی نہ سمجھی گئی۔ اور نہ کسی نے نفل نمازوں سے دست بردار ہونا گوارا کیا۔ مگر احمد رضا کا دعویٰ ہے کہ میں اتنا بڑا عالم اور مفتی ہوں کہ مجھ سے زندگی بھر کیلئے سنتیں معاف کر دی گئیں۔ مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ: "دعوائے علم نفس جہل" (اوضح ص:۳۶۴) یعنی علم کا دعویٰ کرنے والا جہالت کا پتلا ہے۔ "علم پر اترانا تو محض جہالت ہے" (سرور القلوب ص:۱۳۴، طبع اول، مطبع منشی نولکشور) "وہ علم کہ خود بینی اور تکبر کا سبب ہے خدا سے دور کرتا ہے" (اوضح ص:۲۶) اور ظاہر ہے کہ نفلی نماز جو قرب خداوندی کا بہت بڑا سبب ہے اس کو چھوڑ کر خدا سے دوری اور شیطان سے قرب کے سوا اور کیا ملے گا؟ مگر احمد رضا کو اس پر فخر ہے کہ میں نے نفل چھوڑ دیئے ہیں۔ واقعی میں کیا خوب مولانا نقی علی خاں

صاحب نے احمد رضا کے حسب حال تحریر فرمایا ہے۔ آخر وہ باپ ہی تو تھے۔ بیٹے کی ہر ہر رگ اور سیح فطرت سے اچھی طرح واقف تھے، وہ لکھتے ہیں کہ: اصل یہ ہے کہ نفس اباحیت پسند بالطبع قید و بند سے متنفر ہے اور شیطان اس کا مددگار، جسے سادہ لوح اور احمق پاتا ہے، بہکاتا ہے کہ شریعت واسطۂ وصول ہے۔ اب تجھے اس کی طرف حاجت نہیں کہ جو منزل کو پہونچ جاتا ہے راہ سے کام نہیں رکھتا۔ وہ نادان اس کے دام فریب میں آکر نماز، روزہ چھوڑ دیتا ہے۔ اور شراب و بھنگ زہر مار کرتا ہے۔ نہیں جانتا کہ شیطان اسے اپنا سا کیا چاہتا ہے۔ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ جب میں فرشتوں کا استاذ ہوگیا، آدم خاکی کو سجدہ کرنے کی کیا حاجت؟ کوئی اس نادان عقل کے دشمن سے پوچھے کہ یہ تجھی کو حاصل ہوا یا پیشوایان اہل طریقت کو بھی حاصل تھا۔ جناب ولایت مآب مولائے علی کرم اللہ وجہہ جن کو سب عالم مقتدائے طریقت سمجھتا ہے۔ تمام عمر اتباع شرع میں مصروف رہے۔ خود حضرت رسالت مآب باآں علو منزلت یہاں تک نماز پڑھتے کہ پائے مبارک ورم کر جاتے۔ اور اس قدر روزے رکھتے کہ لوگ گمان کرتے کہ اب افطار نہ کریں گے۔ بلکہ تیرا یہ دعویٰ ہے کہ میں کامل ہوگیا تیری تکذیب کیلئے کافی ہے۔ کامل اپنے نفس کو نہیں دیکھتا۔ یہ فرقہ اپنی جان کو سب سے بدتر جانتا ہے۔ (سرور القلوب ص: ۱۴۳-۱۴۴) احمد رضا کو بھی گھمنڈ ہے کہ جب میں جاہلوں کا اعلیٰ حضرت ہوگیا تو مجھے نفل پڑھنے کی کیا ضرورت؟ اللہ ہر مسلمان کو رضا خانیوں کے فریب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ہے یہ گنبد کی صدا

''ارباب مدرسہ امجدیہ گھوسی کا سرمایہ فریب''

ناظرین کرام! مولوی ضیاء المصطفیٰ گھوسی کے ایک ملازم بنام ابوالحسن کی سڑی ہوئی رضا خانیت میں تین سال بعد آج پھر ابال آیا ہے۔ (بعنوان ازالہ فریب) اشتہار کے ذریعہ اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ کے بارے میں اس نے ایسی گندی ذہنیت اور دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اگر بالفرض خنزیر کو قوت گویائی حاصل ہو جائے تو شاید اس کی بھی زبان اتنی

گندی نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا کی فطری خباثت کا کچھ حصہ اسے بھی بطور وراثت ملا ہے۔ ہم کسی بھی رضا خانی کو اس کی بدزبانی اور بدکرداری سے منع نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ اس کا اپنا مذہب ہے۔ جس پر پابندی سے قائم رہنا اس کیلئے ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اور اس طرح کی مغلظات سے احمد رضا کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن اس طرح کے بدطینت رضا خانی کان کھول کر سن لیں کہ ایسی ذلیل حرکت کے نتیجہ میں انہیں بہت کچھ سننا اور برداشت کرنا پڑے گا۔

مولانا نور عالم صاحب مدھوبنی دیوبندی (سابق رضا خانی) کی حقیقت افروز تحریر کو خود چسپاں کر کے محض اسے بہانہ بنایا گیا ہے۔ اس تحریر کو چسپاں کرنے میں کسی دیوبندی کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کیونکہ سینکڑوں رضا خانی مولوی اور ہزاروں رضا خانی عوام نے احمد رضا کے باطل دین و مذہب سے تائب ہو کر اگر اسلام کے دامن میں پناہ لی ہے تو انہوں نے اپنی عاقبت سنواری ہے۔ کسی دیوبندی پر کوئی احسان نہیں کیا ہے۔، مولانا نور عالم صاحب مدھوبنی کی اشرفیہ مبارکپور سے فراغت کی سند کو پرفریب طور سے حاصل کر کے جو ضائع کر دیا گیا اور مدرسہ سے ان کا سارا ریکارڈ اڑا دیا گیا تو ظاہر ہے کہ اس منافقانہ اور رازدارانہ عمل سے ہر شخص کیسے واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا اس چار سو بیسی کی حقیقت کا علم کسی کو بھی نہیں ہے؟

اور خود کفری اور گمراہ کن عبارتیں لکھ کر مثلاً جیسا علم آنحضور ﷺ کو ہے ایسا علم تو تمام جانوروں اور پاگلوں کو بھی حاصل ہے۔ معاذ اللہ! یا حضور ﷺ کا نماز میں خیال آنے سے نماز نہیں ہوتی۔ معاذ اللہ! یا اس طرح کی بیشمار عبارتوں کے ذریعہ عوام کو گمراہ کرنا اور کفر کا فتویٰ حاصل کر لینا تو بہت آسان کام ہے۔ اور دشمنان اسلام ہر دور میں اس طرح اپنی خباثت کو کام میں لاتے رہے ہیں۔ اس کیلئے نہ ماں کی نافرمانی کر کے حج کو بہانہ بنا کر حرمین شریفین کا سفر معصیت کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ نام نہاد امام و مجدد بننے کی۔ لیکن بالکل یہی عبارتیں علماء دیوبند کی کتابوں کے کسی نسخہ میں دکھا دینا کسی بھی رضا خانی سے قیامت تک ممکن نہیں ہے۔

ظاہر بات ہے کہ فرضی امام و مجدد بننے کیلئے فرضی کہانیوں کا سہارا بھی لینا پڑے گا جیسا کہ سوانح اعلیٰ حضرت میں ہے اور یہ خود احمد رضا کا کہنا ہے کہ میری عمر ساڑھے تین

سال کی ہوگی۔ ایک صاحب عربی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے، دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ (ص: ۹۵، ناشر رضا اکیڈمی ممبئی) لیکن اس جھوٹ کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے۔ چنانچہ (ص: ۱۰۹۔۱۱۰) پر بچپن کے حالات کا بیان اس طرح ہو رہا ہے کہ تقریباً ساڑھے تین سال کی عمر تھی، صرف ایک نیچا کرتا پہنے ہوئے باہر سے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ سڑک پر ایک گاڑی میں کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئی کسی رئیس کی تقریب میں گانے بجانے کیلئے جا رہی تھیں ان کا سامنا ہوتے ہی فوراً آپ نے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ طوائفیں ہنسنے لگیں۔ پھر ان میں سے ایک بولی واہ میاں صاحبزادے! آنکھوں کو چھپا لیا اور ستر کھول دیا! ساڑھے تین سال کی عمر میں جس کی فطرت کا تقاضا یہ ہو کہ وہ طوائف کو دیکھ کر ننگا ہو جائے اس کے اندر فصیح عربی تو درکنار اتنی بھی تمیز نہیں ہو سکتی کہ عربی زبان کس چڑیے کا نام ہے؟ لیکن جھوٹ کی تائید کیلئے جھوٹ ہی بولنا پڑتا ہے۔ چنانچہ (ص: ۹۰) پر ہے کہ چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیا۔ ساڑھے تین سال کی عمر میں جو فصیح عربی جانتا ہو ابھی اس کا ناظرہ ختم کرنا باقی رہے گا۔ اور پھر لطف یہ کہ چار سال کی عمر میں ناظرہ ختم کرنے کے ساتھ ساتھ طوائف کو دیکھ کر کرتا اٹھانے کا عمل بھی جاری ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص: ۷ پر ہے کہ چار سال کی عمر میں ایک دن بڑا کرتا پہنے باہر تشریف لائے تو چند بازاری طوائفوں کو دیکھ کر کرتے کا دامن چہرۂ مبارک پر ڈال لیا۔ یہ دیکھ کر ایک عورت بولی واہ میاں صاحبزادے! آنکھیں ڈھنک لی اور ستر کھول دیا۔ (بحوالہ مطالعہ بریلویت ج:۲ ص:۱۸۰)

ایک اور گپ سنئے! چھ سال کی عمر میں شریف میں ربیع الاول کے مبارک مہینے میں منبر پر رونق افروز ہوئے، اور بہت بڑے مجمع کے سامنے سب سے پہلے تقریر فرمائی جس میں کم و بیش دو گھنٹہ علم و عرفان کے دریا بہائے۔ (سیرت اعلیٰ حضرت ص: ۱۵۱) لیکن حقائق جھوٹ کا پردہ فاش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حیات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ حضور کی عمر شریف تقریباً پانچ چھ سال کی ہوگی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گذریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں

ہاتھوں سے اٹھا کر چہرۂ مبارک کو چھپا لیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ان میں ایک طوائف بول اٹھی، واہ میاں! منہ چھپا لیا اور ستر کھول دیا۔ ص: ۲۲۰۔ یعنی یہ کوئی اتفاقی بات نہیں تھی۔ بلکہ ساڑھے تین سال کی عمر سے لیکر چھ برس کی عمر تک طوائف کو دیکھ کر بلا اختیار ننگے ہو جانے کا ایسا جنون غالب رہا کہ صرف ایک کرتے ہی میں رہتے تھے اور یہ جنون اس حد تک بڑھا کہ اگر کوئی طوائف نظر نہ آتی تو لوگوں کے گھروں میں برابر تاک جھانک رہتی۔ چنانچہ یہ بڑے حضرت خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا: گاؤں میں ایک لڑکی اٹھارہ یا بیس برس کی تھی۔ اس کی ماں ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔ (الملفوظ ح: سوم ص: ۶۳) یعنی بڑے انہماک کے ساتھ اس منظر کا نظارہ فرماتے اور بغور دیکھتے رہتے کہ وہ جوان لڑکی پہلے اپنی ماں کو پچھاڑتی اور پھر اس کے سینے پر چڑھ کر دودھ پیتی رہتی ہے۔ اس واقعہ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس وقت حضرت کی عمر مقدس کتنے سال کی تھی؟ اگر کوئی مخلص عقیدتمند آئندہ کے ایڈیشن میں ایک حاشیہ چڑھا دے کہ اس وقت آنحضور کی عمر شریف دو ڈھائی سال کی تھی۔ تو یہ اس کا ایک بہت بڑا کمال اور ایک نہایت نیک عمل ہوگا۔ کیونکہ اس سے اعلیٰ حضرت کی انوکھی کرامتوں میں ایک بہت بڑی عجیب و غریب کرامت کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی رضا خانی کسی بھی حوالے کو غلط ثابت کر سکتا ہے۔ اور ہے اتنا حوصلہ کہ اشتہار بازی کا سلسلہ جاری رکھے؟

ایک گم نام تحریری سوالات کے تحقیقی جوابات

محض عوام کو فریب دینے کیلئے کسی شاطر اور سر پھرے رضا خانی نے اپنی مغالطہ آمیز اور پر فریب اور گمراہ کن ایک تحریر سے اپنے دل کی طرح کاغذ کو بھی سیاہ کیا ہے۔ اور دو سوالات قائم کر کے اہلسنت سے اس کے جواب کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ اس لئے اس کی کچھ خاطر تواضع بھی ضروری معلوم ہوئی۔ ورنہ کتنے رضا خانی روڈ پر آباد آوارہ کتوں کی طرح دن رات بھونکتے رہتے ہیں اور شریف راہ گیر کچھ خیال نہیں کرتے۔ اور بعض جو انتہائی جنون میں سواریوں پر جھپٹتے ہیں تو پھر ان پر کبھی کسی ڈرائیور کی نظر کرم بھی ہو ہی جاتی ہے۔ کچھ اسی

طرح کا حال (جاء الحق، مقیاس حنفیت اور بہار شریعت وغیرہ) جیسی گمراہ کن کتابوں کو دیکھ کر اسلامی عقائد اور دین کی دولت سے محروم رضا خانیوں کا بھی ہے۔ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہماری بددیانتی اور فریب کاری سے کوئی واقف نہیں ہے۔

سوال اول کا خلاصہ یہ ہے کہ (بہشتی زیور اور تقویۃ الایمان) میں عبدالنبی نام رکھنے کو شرک کہا ہے۔ اور قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنی کتاب مکی ترجمہ شمائم امدادیہ ص: ۱۳۵ میں فرماتے ہیں کہ عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں۔ صاحب درمختار کے شیخ کا نام عبدالنبی تھا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قد کنت مع رسول اللہ ﷺ فکنت عبدہ و خادمہ۔ قرآن پاک میں ہے۔ وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و اماءکم۔ اور اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ جب عبدالنبی نام رکھنا شرک ہے تو پھر قرآن وحدیث اور بزرگان دین کی عبارتوں میں لفظ عبد اور عباد کو غیر اللہ کی طرف اضافت کے ساتھ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ اور بعض بزرگ کا نام عبدالنبی کیوں ہے۔ اس سے تو خدا اور رسول اور حضرت عمرؓ اور دیگر علماء کا مشرک ہونا لازم آتا ہے۔ نیز ساتھ ہی علماء حق یعنی علماء دیوبند کو بہت ہی توہین آمیز انداز میں یاد کیا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ علماء حق کی شان میں بدزبانی کے بغیر احمد رضا کے دین ومذہب میں کسی رضا خانی کی رضا خانیت معتبر نہیں سمجھی جاتی

جواب: ایک ہے کسی شخص کا عبدالنبی نام رکھنا، دوسرے بمعنی غلام وخادم کے لفظ عبد کی کسی آدمی کی طرف اضافت دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔ چنانچہ جب آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے یہ فرمایا کہ اپنے بچوں کا نام اچھا رکھو کیونکہ کل قیامت میں تم اپنے بچوں کے نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ سب سے بہتر اور اچھا نام وہ ہے جو اللہ کے نام پر رکھا جائے تو مثال کیطور پر یہ بھی فرمایا کہ جیسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور پھر جب یہ ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد سب سے بہتر نام وہ ہے جو انبیاء کے نام پر رکھا گیا ہو۔ تو مثال کے طور پر یہ نہیں فرمایا کہ جیسے: عبدالنبی یا عبدمحمد یا عبدعیسیٰ یا عبدموسیٰ وغیرہ کیونکہ انسان جو صرف اللہ کی بندگی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور جس طرح تا زندگی خدا کی بندگی کا مکلف ہے اسی طرح اس کے نام سے بھی اس بات کا اظہار ہونا چاہئے۔ کہ وہ مرتے دم تک صرف اللہ ہی کا بندہ

ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ اور پھر جب ہم دیوبندیوں کا ایمان بھی یہ ہے کہ الٰہ اور معبود صرف ایک ذات پاک ہے جو وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں کیونکہ کلمہ شہادت میں اسی حقیقت کی گواہی مطلوب ہے۔ اور ہمارا کلمہ شہادت یہ ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہ اللہ نے رسالت وہیں رکھی ہے جہاں کامل عبدیت ہے یعنی اللہ نے جس ذات عالی مرتبت کو اپنا آخری رسول بنا کر بھیجا ہے وہ اللہ کا عبد اور عبادت گزار بندہ ہی ہے کسی رضا خانی کا معبود نہیں۔ اور جب آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن یہ نام اللہ کے نزدیک بہترین اور بہت پسندیدہ ہیں کیونکہ ان ناموں میں اللہ کی عبادت اور بندگی کے معنی ملحوظ ہیں تو پھر اللہ کو یہ کب گوارا ہوگا کہ کوئی رضا خانی عبدالنبی نام رکھ کر میرے بندہ کا بندہ بنے۔ لہذا اگر کسی کا نام عبدالنبی رکھ بھی دیا گیا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبدالنبی ولا عبرۃ بما شاع فیما بین الناس (مرقاۃ ج۹ ص:۱۰۶) مکتبہ امدادیہ ملتان ترجمہ عبدالحارث اور عبدالنبی نام رکھنا جائز نہیں ہے اور لوگوں میں جو اس کا رواج ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ قد کنت مع رسول اللہ ﷺ فکنت عبدہ و خادمہ۔ تو اس میں اس حقیقت کو بیان کیا جارہا ہے کہ آپ کی حیات طیبہ میں مجھے آپ کی معیت حاصل تھی اور میری حیثیت ایک غلام اور خادم کی تھی۔ یہ نہیں فرمایا کہ انا عبدہ میں آپ کا بندہ ہوں بلکہ یوں فرمایا کہ فکنت عبدہ و خادمہ میں آپ کا غلام اور خادم تھا۔ اور خادم کا لفظ لاکر یہ حقیقت ظاہر بھی فرمادی کہ عبد بمعنی عابد نہیں بلکہ بمعنی غلام ہے۔ لہذا یہاں عبد کا معنی بندہ رضا خانیوں کی گمراہی کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و اماءکم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے مملوک یعنی وہ غلام اور لونڈیاں جن کے تم مالک ہو ان میں جو بے نکاح ہیں تم ان کی شادیاں کردو اور بدعقل رضا خانیوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمیں اپنے بندوں کی شادیاں کرنی ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور والصالحین من عبادکم کا احمد رضا نے جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ (اور اپنے لائق بندوں) تو یہ اپنی مشرکانہ

ذاتیت کا ثبوت دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب عبد کی اضافت کسی انسان کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام اور خادم ہوگا۔ اور جب اللہ کی طرف ہوگی تو عابد کے معنی میں ہوگا۔ لہذا اگر عبدالنبی نام رکھا جائے تو ایسا نام کفر و شرک کی وجہ سے منع ہوگا۔ جیسا کہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ واما ما اشتہر من التسمیۃ بعبدالنبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک۔ عبدالنبی نام جو مشہور ہے بظاہر کفر ہے مگر یہ کہ عبد سے مراد مملوک ہو تو پھر کفر نہ ہوگا۔ (مگر بہر حال عبدالنبی نام رکھنا جائز نہ ہوگا) شرح فقہ اکبر ص: ۲۳۸ ناشر یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)

علماء اہلسنت نے وہی بات فرمائی ہے جو حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب مرقاۃ اور شرح فقہ اکبر میں فرمائی ہے۔ مگر رضا خانیوں کی بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ حق بات میں علماء حق کی مخالفت ہی ان کا دین و مذہب ہے۔ چنانچہ مفتی یار خاں کو بھی اس کا اقرار ہے کہ یہ ممانعت کراہت تنزیہی کے طور پر ہے کہ عبدی کہنا بہتر نہیں بلکہ غلامی کہنا اولیٰ ہے۔ جاء الحق ص ۳۶۰) اور پھر لکھتے ہیں کہ ہاں اگر اس زمانہ میں دیوبندیوں، وہابیوں کو چڑانے کیلئے یہ نام رکھے تو بہت باعث ثواب ہے۔ جاء الحق ص: ۳۶۱

اور دوسرے سوال میں تقویۃ الایمان کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے کہ: کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کی شادی کب ہوگی، فلاں کے دل میں کیا ہے یا درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے اللہ اور رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر، پھر حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے متعلق ولی محمد نامی ایک طالب علم کا یہ تاثر نقل کیا ہے۔ جس کا انہوں نے کسی وقت اظہار کرتے ہوئے یوں کہا تھا کہ حضرت کے سامنے جاتے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساوس یعنی دل کے خطرات و وسوسے اختیار میں نہیں ہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ لیکن کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضور ﷺ کو دل کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ اور خود ان کے بزرگوں کو دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کو بہانہ بنا کر اپنی فطری عادت اور مذہبی خصوصیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اکابر علماء دیوبند کے متعلق اپنی بدزبانی کے ذریعہ اپنے ماؤف دل کی خوب بھڑاس نکالی ہے۔ جواب:

تقویۃ الایمان میں علم غیب کی نفی ہے۔ اور حضرت گنگوہی سے متعلق جو واقعہ ہے وہ کشف و الہام کے قبیل سے ہے۔ اصل میں رضا خانیوں کی گمراہی یہ ہے کہ انہوں نے علم غیب کو اور بذریعہ وحی یا سچے خواب کے یا بطور کشف و الہام کے انبیاء و اولیاء کو جو غیب کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اپنی بدعقلی کے باعث ان سب چیزوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ اور اپنا یہ باطل عقیدہ بنائے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی غیب کا علم رکھتا ہے اور انبیاء و اولیاء بھی غیب جانتے ہیں۔ ذاتی اور عطائی کا بے بنیاد لیبل لگا کر یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہی صحیح عقیدہ ہے۔ اور اسی عقیدہ والا آدمی سنی حنفی ہے اور جس کا یہ عقیدہ نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ بالکل غلط اور سراسر گمراہی ہے۔ کیونکہ علم غیب خدا کی خاص صفت ہے۔ عالم الغیب اس ذات کو کہتے ہیں جسے غیب کی کسی بھی بات کے جاننے کیلئے کسی واسطہ اور ذریعہ کی حاجت نہ ہو اور مخلوق کیلئے کسی بھی نوعیت سے کسی بھی بات کا علم بغیر خدا کے بتائے ممکن نہیں۔ اور خدا کے بتانے سے جو غیب کی بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں شریعت میں اس کو علم غیب نہیں کہتے، وحی، سچے خواب اور کشف والہام کے ذریعہ انبیاء و اولیاء کو غیب کی باتوں کا علم ہو جانا تمام اہل حق کا عقیدہ ہے کیونکہ وہ علم غیب نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ علم غیب کی صفت خدا کے علاوہ کسی کیلئے بھی ثابت کرنے والا کافر ہے۔ لہذا ایک نہیں اگر ایک ہزار طلبہ کے دل کے خطرات و وسوسے حضرت گنگوہیؒ پر منکشف ہوتے رہے ہوں تو سر آنکھوں پر کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے ان کو ولایت کا وہ بلند مقام عطا فرمایا تھا، لیکن اگر ایک ذرہ کا بھی علم غیب حضرت گنگوہی کیلئے کوئی مانے تو وہ یقیناً کافر ہوگا۔ کیونکہ وہ بدنصیب خدا کی صفت خاصہ کا غیر خدا میں ہونے کا قائل ہے۔

ایک طالب حق اور صداقت پسند مسلمان کے اطمینان کیلئے اس سلسلہ میں یہ اجمالی باتیں کافی ہیں اگر کسی بدعقل نے رضا خانیت کے جنون میں کچھ لب کشائی کی تو پھر ہم بھی تیار بیٹھے ہیں۔

جواب کے ساتھ ساتھ سوالات بھی کرنے کا مطالبہ ہے۔ لہذا ہم بھی سردست صرف دو ہی سوالات کرتے ہیں اب دیکھنا ہے کہ دنیائے رضا خانیت میں ہے بھی کوئی ایسا رضا خانی جو جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سوال (۱): نعیم الدین مراد آبادی نے مسئلہ کے عنوان سے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل وکمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں جا بجا انبیاء کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ اور درحقیقت یہ لفظ انبیاء کی شان میں ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ حاشیہ کنز الایمان ص:۲ یعنی نعیم الدین مراد آبادی کے عقیدے میں جو انبیاء کو بشر کہے وہ کافر ہے۔

مولوی امجد علی گھوسوی لکھتے ہیں کہ: انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ (بہار شریعت ج:۱ص:۱۱)

اور علامہ بوصیریؒ اپنے رسالہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں کہ: فمبلغ العلم فیه انه بشر۔

انه خیر خلق الله کلهم ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مبلغ علم یہی ہے کہ آپ بشر ہیں اور آپ بلاشک اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں بہتر ہیں۔ عطر الوردہ فی شرح البردہ ص:۲۶۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: انما انا بشر مثلکم ۔ کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں۔ بخاری شریف ج:۱ ص:۵۸، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل سبحان ربی حل کنت الا بشرا رسولا۔ تو کہہ سبحان اللہ میں تو نہیں ہوں مگر بشر رسول پ:۱۵ بنی اسرائیل رکوع:۱۰۔ خود نعیم مراد آبادی ہی نے اپنی کتاب ''کتاب العقائد'' میں لکھا کہ انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ ص:۸

بتلاؤ: نعیم الدین نے کس کس کو کافر بنایا نہ خدا کو چھوڑا نہ رسول کو نہ صحابہ کو نہ بزرگان دین کو نہ امجد علی کو چھوڑا نہ خود کو۔ کیا ایسے ہی تمہارے پیشوا ہیں جو اپنے فتوائے کفر سے خدا اور رسول کو بھی نہ بخشیں؟

سوال (۲): احمد رضا نے الملفوظ میں لکھا ہے کہ زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں۔ ایک معنی مولیٰ اللہ تعالیٰ بیشک مولیٰ ہے۔ دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔ حصہ اول ص:۱۳۹۔ شمس الدین احمد مدرس اشرفیہ لکھتے ہیں کہ پہلے فتوے اور تصنیف سے لیکر آخری فتویٰ اور آخری کتاب تک کسی کی بھی رد وتغلیط نہیں کی جاسکتی ۔کوئی علمی غلطی آپ کی نہیں نکالی جاسکتی۔ الصمصمام ص:۳۔ یعنی احمد رضا نے لفظ میاں کے

جو تین معنی بیان کئے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور معنی نہیں۔ سوانح اعلیٰ حضرت میں ہے کہ: تقریباً ساڑھے تین سال کی عمر تھی کہ صرف ایک نیچا کرتا پہنے ہوئے باہر سے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ سڑک پر ایک گاڑی میں کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئی کسی رئیس کی تقریب میں گانے بجانے کیلئے جارہی تھیں۔ ان کا سامنا ہوتے ہی فوراً آپ نے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ طوائفیں ہنسنے لگیں پھر ان میں سے ایک بولی واہ میاں صاحبزادے آنکھوں کو چھپا لیا اور ستر کھول دیا۔ آپ نے برجستہ جواب دیا کہ جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ ص:۱۰۹۔۱۱۰۔ اور حیات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ: حضور کی عمر شریف تقریباً ۵۔۶ سال ہوگی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف۔ لائے کہ سامنے سے چند طوائفیں زنان بازاری گزریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اوٹھا کر چہرۂ مبارک کو چھپا لیا یہ کیفیت دیکھ کر ان میں ایک طوائف بول اٹھی۔ واہ صاحب! منھ تو چھپا لیا اور ستر کھول دیا آپ نے برجستہ اس کو جواب دیا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے ص:۳۳۔ پہلا واقعہ ساڑھے تین سال کی عمر کا ہے جب احمد رضا باہر سے اپنے گھر واپس جارہے تھے اور دوسرا واقعہ چھ سال کی عمر کا ہے جب طوائف گزر رہی تھیں اور اعلیٰ حضرت جھٹ اپنے گھر سے باہر نکل آئے غالباً اسی انتظار میں پہلے سے تاک میں تھے۔ ایمان افروز وصایا میں ہے۔ (۱۳) ننھے میاں سلمہٗ کی نسبت جو خیال حامد رضا خاں کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں: ص:۲۶

ننھے میاں کہہ کر احمد رضا نے میاں کا کون سا معنیٰ مراد لیا ہے ۔کیا کوئی ان کا شوہر تھا؟ یا کوئی ان کا مولیٰ تھا جس کے یہ غلام اور نوکر چاکر تھے، یا ساڑھے تین سال کی عمر سے لیکر چھ سال کی عمر تک صرف کرتا پہن کر جن طوائف کے پیچھے لگے رہنے کی جوان کو بری لت پڑی تھی انہیں طوائف کے درمیان کوئی دلال تھا۔ انہی تینوں معنی میں سے ایک معنیٰ ضرور ہوگا۔ لہذا احمد رضا کے دین ومذہب کے ٹھیکیداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان تین معنوں میں سے کسی ایک معنیٰ کی تعیین ضرور کریں۔

ترجمہ قرآن اور مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان

سہے لاکھوں ستم لیکن نہ کی آہ و فغاں اب تک
زباں رکھتے ہوئے بھی ہم رہے ہیں بے زباں اب تک

برادران اسلام! قاری رضاء المصطفیٰ امجدی گھوسوی مقیم حال کراچی پاکستان نے اپنی کتاب ''قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی'' میں اپنے مذہبی پیشوا احمد رضا بریلوی کے ترجمہ کی برتری اور تمام علماء اسلام کے ترجموں میں بطور خود توہین رسالت ثابت کر کے جو ایمان سوز اور پرفریب کتابچہ لکھا ہے۔ اس کے چند وہ اجمالی نمونے پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن میں نہ صرف یہ کہ مولانا نقی علی خاں صاحبؒ والد محترم احمد رضا بریلوی علماء دیوبند کیساتھ ہیں بلکہ احمد رضا کے بعض ترجموں میں توہین رسالت کا پہلو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے خود اس ترجمہ کی شدید تردید بھی فرمائی ہے۔

نمونہ اول: ووجدک ضالا فھدیٰ پ'۳۰ والضحیٰ آیت:۷ ''ترجمہ'' اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی (شاہ عبدالقادرؒ) اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی (شاہ رفیع الدینؒ) ویافت ترا راہ گم کردہ شریعت نمی دانستی پس راہ نمود (شاہ ولی اللہ) اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا (عبدالماجد دریابادی دیوبندی) اور تم کو راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھا دیا۔ (دیوبندی ڈپٹی نذیر احمد) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت کا) راستہ بتلا دیا۔ (اشرف علی دیوبندی تھانوی) اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی (اعلیٰ حضرت) آیت مذکورہ میں لفظ ضالا استعمال ہوا ہے۔ اس کے مشہور معنی گمراہی اور بھٹکنا ہیں۔ چنانچہ بعض اہل قلم نے مخاطب پر نوک قلم کے بجائے خنجر پیوست کر دیا یہ نہ دیکھا کہ ترجمہ میں کس کو راہ گم کردہ، بھٹکتا، بے خبر، راہ بھولا کہا جا رہا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی عصمت باقی رہتی ہے یا نہیں، اس کی کوئی پروا نہیں۔ کاش یہ مفسرین تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ترجمہ کرتے یا کم از کم اس آیت کا سیاق وسباق (اول و آخر) ہی بغور دیکھ لیتے۔ انداز خطاب باریٰ تعالیٰ پر نظر ڈال لیتے۔ (قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاہی ص:۶)

برادران اسلام! قاری رضاء المصطفیٰ امجدی یہاں پر عوام کو دھوکہ دہی یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں کہ جن لوگوں نے لفظ ضالا کا ترجمہ بھٹکتا یا راہ بھولا یا راہ گم کردہ یا بے خبر کیا ہے، انہوں نے آنحضور ﷺ کو مجرم ٹھہرا دیا یعنی آپ ﷺ کی سخت توہین کر دی ہے اور مزید برآں اس سے عصمت انبیاء کا عقیدہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے بد نصیب، سنگین مجرم کو کافر ہی کہا جائے گا۔ اس صورت میں مولانا نقی علی خاں صاحبؒ جو اس آیت کا ترجمہ کرنے میں تمام علماء اسلام کا ساتھ دے رہے ہیں وہ کس طرح مسلمان باقی رہ سکتے ہیں؟ اور ہاں لیجئے! اب خود مولانا نقی علی خاں صاحب یہ فرماتے ہوئے حاضر ہو رہے ہیں کہ اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی۔ ووجدک ضالا فھدیٰ۔ اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی۔ یعنی جس راہ سے چلا چاہتے تھے اور وہ راہ نظر نہیں آتی تھی ہم نے اپنے فضل و کرم سے تم کو اس پر مطلع فرمایا۔ پس یہاں راہ کا نہ پانا ضلالت سے کہ بمعنی راہ گم کرنے کے ہے۔ تعبیر کیا گیا مفسرین اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھے کہ نزول وحی سے پہلے احکام شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب اور تلاش منافی مرتبہ نبوت کے نہیں۔ لہذا اس آیت کی تفسیر میں متحیر اور ادھر ادھر جا پڑے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ ضلال سے ظاہر کی راہ بھولنا مراد ہے کہ لڑکپن میں آپ گھر کی راہ بھول گئے تھے اور ابوجہل آپ کو پہاڑوں میں پھرتا دیکھ کر عبدالمطلب کے پاس لے آیا تھا۔ اور بعضے ضلال ہجرت کا رخ بھولنے کہ کس ملک کی طرف جانا ہے۔ اور بعضے قبلہ کو گم کرنے اور بعضے عبادات کے شغل میں دنیا کے کاروبار ضروری کی راہ بھولنے اور بعضے آسمانوں کے راستہ کو کہ شب معراج معلوم ہوا گم کرنے اور بعضے کافروں میں رلے ملے رہنے اور بعضے قوم کی گمراہی پر حمل کرتے ہیں اور بعض ضلال کو استغراق فی المحبۃ اور ہدایت کو مطلوب کی راہ دکھانے اور ہر بات کی اونچ نیچ سمجھانے سے تفسیر کرتے ہیں۔ اور آیت کریمہ: انک لفی ضلالک القدیم۔ سے اسی معنی پر استدلال کرتے ہیں۔ اورا س استغراق اور راہ دکھانے اور اونچ نیچ سمجھانے کو مرتبہ بقاء وفنا سے تعبیر کرنا بھی ممکن نہیں کہ کمال ہر عمدہ مرتبہ اور مقام کا آپ کی ذات پاک میں منحصر ہے لیکن اصل معنی وہ ہیں جو پہلے مذکور ہوئے۔ (الکلام الاوضح ص:۶۷۔ برادران اسلام! احمد رضا خاں کے والد محترم مولانا نقی علی خاں صاحبؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جب تمام خوبیوں کا کامل طور پر پایا جانا آپ ہی کی

مقدس ذات میں منحصر ہے۔ تو ہمہ وقت کمال عقل کا بھی انحصار آپ کی پاک ذات کیساتھ خاص ہوگا اور استغراق فی الحب یعنی محبت میں خود رفتہ ہو جانے کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ ہوش وحواس ٹھکانے نہ رہے۔ یعنی آپ کی عقل اپنی جگہ پر برقرار نہ رہی اور نہ ہمہ وقت کامل درجہ کی عقل آپ کی مقدس ذات میں موجود رہی۔ لہذا خود رفتہ کا ترجمہ آپ کے کمال عقل کے انکار اور تنقیص رسالت کو مستلزم ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ کیا اب کسی امجدی سپوت کو احمد رضا کے ترجمہ کی فرضی برتری دکھا کر عوام کے دل ودماغ میں احمد رضا کی عظمت کو زبردستی ٹھونسنے کا کوئی منہ رہ جاتا ہے؟

نمونہ دوم: انا فتحنا لک فتحا مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر پ:۲۶ سورۃ الفتح آیت:۱) ترجمہ: ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شاہ عبد القادر) غلط ترجموں کی نشاندہی ص:۷ حسب سابق یہاں پر بھی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ، حضرت مولانا شاہ رفیع اللہ صاحب محدث دہلویؒ، مولانا عبد الماجد دریابادیؒ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ وغیرہم کے ترجمے نقل کئے گئے ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور آخر میں احمد رضا کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ جو سب سے الگ ہے اور وہ یہ ہے: ''ترجمہ'' بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے ''اعلیٰ حضرت'' حوالہ مذکورہ ص:۷۔ اب اس کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ترجمہ پڑھنے والوں کی گمراہی کا کون ذمہ دار ہوگا؟ جب نبی معصوم گنہگار ہو تو لفظ عصمت کا اطلاق کس پر ہوگا؟ عصمت انبیاء کا تصور اگر جزو ایمان ہے تو کیا گنہگار خطا کار نبی ہو سکتا ہے۔ پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ مگر یہ صاحبان جب تک رسول اللہ ﷺ کی نقص جوئی نہ کرلیں ان کو اپنے علم پر اعتماد نہیں ہوتا۔ ص:۷۔ یہاں بھی مولانا نقی علی خاں صاحبؒ اس آیت کا ترجمہ کرنے میں علماء دیوبند ہی کے ساتھ ہیں ان کا بھی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ترجمہ: ہم نے فیصلہ کر دیا صریح فیصلہ تا معاف کرے اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ۔ الکلام الاوضح ص:۶۲۔

اب رضا خانی عوام کو چاہئے کہ وہ اس معمہ کو اپنے سنی علماء ہی سے حل کرانے کی

کوشش کریں اس لئے کہ کسی دیوبندی کی بات سے ایمان کا خطرہ ہے سنی
تم اگر غور کریں گے تو [illegible] ہوتی

نمونہ سوم: لا اقسم بھذا البلد پ:۳۰ سورۃ البلد آیت:۱ ترجمہ: قسم کھاتا ہوں اس شہر کی (شاہ عبد القادر) قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی (شاہ رفیع الدین) قسم نہیں کھاتا ہوں میں اس شہر (شاہ ولی اللہ) میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی (اشرف علی تھانوی) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو (اعلیٰ حضرت) ''اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک'' انسان قسم کھاتا ہے اردو فارسی میں قسم کھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ مترجمین کرام نے اپنے محاورہ کا اللہ کو کیوں پابند کیا۔ کیا اس لئے کہ اس بے نیاز نے کچھ نہیں کھایا تو کم سے کم قسم ہی کھائے، ایسی بھی کیا بے نیازی کہ کچھ نہیں کھاتا یا اس باریک مسئلہ کی طرف عام مترجمین کی توجہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کس خوش اسلوبی سے ترجمہ فرما دیا۔ مجھے اس شہر کی قسم۔ کتاب مذکور، غلط ترجموں کی نشاندہی ص:۱۱۔ برادران اسلام: اس مجنونانہ نقد کے بعد مولانا نقی علی خاں صاحب کا بھی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ اس قسم کھانے کا محاورہ اللہ تعالیٰ کیلئے کتنی بار استعمال کر رہے ہیں۔ لہذا وہ فرماتے ہیں۔ اے عزیز غلق کا کیا ذکر خود خالق ان سے محبت رکھتا ہے۔ غور کر کہ کس محبت سے ان کے شہر ووطن کی قسم کھاتا ہے۔ لا اقسم بھذا البلد: میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔ الکلام الاوضح ص:۱۸۰، تقدس وتعالیٰ نے سوا ان کے کس کی زندگی کی قسم کھائی ہے ص:۱۸۱۔ تحقیق میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا اسے دوزخ میں نہ ڈالوں گا۔ ص:۱۹۷ خدا نے حبیب کی قسم کھائی ص:۲۲۳۔ خدا تعالیٰ ایسے دل کی قسم کھاتا ہے۔ ص:۳۷۹۔ ناظرین کرام ان حوالہ جات کی روشنی میں رضا خانی علماء سے جواب طلب کریں کہ کیا اہانت خدا اور رسول کا الزام علماء دیوبند کیساتھ ساتھ احمد رضا کے باپ مولانا نقی علی خاں صاحب پر بھی عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

''باپ بیٹے کی لڑائی''

متن قرآن کا ہے ایک مگر ۔۔۔ احمد رضا نے ترجمہ بدلا
کرکے قرآن پہ یہ ظلم عظیم ۔۔۔ ظالم نے دین کا نقشہ بدلا

ناظرین کرام! تقریباً ایک ماہ قبل منجانب نوجوانان گھوسی بعنوان (ترجمہ قرآن اور مولانا نقی علی خاںؒ) ایک بصیرت افروز اور عبرت آموز شائع ہونیوالے اشتہار کو آپ حضرات نے بغور پڑھا ہوگا۔ جس میں بطور نمونہ قرآن پاک کی تین آیات مع ترجمہ پیش کی گئی تھیں اور اس میں صاحب بہار شریعت امجد علی کے صاحبزادے علامہ قاری رضاء المصطفےٰ کی کتاب ''قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی'' اور مولانا نقی علی خانصاحب کی کتاب ''الکلام الاوضح'' کے حوالہ سے یہ دکھلایا گیا تھا کہ تمام علماء دیوبند اور مولانا نقی علی خانصاحب کا ترجمہ ایک ہے۔ اور احمد رضا کا ترجمہ سب سے الگ ہے۔ رضاء المصطفےٰ نے علماء دیوبند کے ترجموں سے خدا اور رسول کی توہین ثابت کی ہے۔ چونکہ خدا اور رسول کی توہین کا یہ الزام احمد رضا کے والد مولانا نقی علی خانصاحب پر بھی عائد ہوتا ہے اس لئے جواب میں شائع ہونیوالے اشتہار میں مولانا نقی علی خاں صاحب کو اس الزام سے بچانے کیلئے اس حقیقت کا اعتراف کرلیا گیا ہے کہ علماء دیوبند کا ترجمہ بھی صحیح اور درست ہے۔ اور یہ کہ رضاء المصطفےٰ کوئی ذمہ دار عالم نہیں ہیں۔ ایک مسجد کے امام ہیں ان سے سوال کیا جائے۔ زیر بحث وہ تین آیات مع ترجمہ یہ ہیں: ووجدک ضالا فهدیٰ۔ ترجمہ از احمد رضا: اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ ترجمہ از مولانا نقی علی خاں صاحب۔ اور پایا تجھے راہ پر بھولا پھر تجھے راہ بتائی۔ (۲) انا فتحنا لک فتحا مبیناً لیغفر الله لک ما تقدم من ذنبک وماتأخر۔ ترجمہ از احمد رضا: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ ترجمہ از مولانا نقی علی خاں صاحبؒ: ہم نے فیصلہ کردیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ۔ (۳) لا اقسم بهذا البلد: ترجمہ از احمد رضا: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس

شہر میں تشریف فرما ہو۔ ترجمہ: از مولانا نقی علی خاں صاحب: میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں کہ تو اس شہر میں رہتا ہے۔

ناظرین کرام! ائمہ مفسرین کا طریقہ یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک جو تفسیر سب سے زیادہ معتبر ہوتی ہے اس کو پہلے بیان کرتے ہیں اور جو تفسیر کم درجہ کی ہوتی ہے اس کو بعد میں لاتے ہیں یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف بھی اگر کوئی قول مل جاتا ہے تو اس کو بھی نقل کر دیتے ہیں۔ مولانا نقی علی خاں صاحب پہلی آیت کے ذیل میں معتبر تفسیر کی بنیاد پر ترجمہ کرتے ہوئے اس کی تشریح یوں کر رہے ہیں۔ یعنی جس راہ سے چلا چاہتے تھے اور وہ راہ نظر نہیں آتی تھی۔ ہم نے اپنے فضل وکرم سے تم کو اس پر مطلع فرمایا۔ پھر ضعیف اور ناقابل اعتبار تفسیروں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پس یہاں راہ کا نہ پانا ضلالت سے کہ بمعنی گمراہ کرنے کے ہے، تعبیر کیا گیا۔ مفسرین اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھے کہ نزول وحی سے پہلے احکام شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب وتلاش منافی مرتبہ نبوت کے نہیں۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ ہم نے جو معتبر تفسیر پیش کردی ہے صحابی رسول (عبداللہ) ابن عباس وحسن بصری وضحاک و شہر بن جوشب (جیسے بلند اور معتبر ترین ائمہ مفسرین) اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور آیت کریمہ: ما کنت تدری ماالکتاب ولا الایمان۔ ترجمہ: آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا انتہائی کمال) کیا ہے، سے ان ائمہ مفسرین کی تائید ہوتی ہے۔ پھر اس ضعیف تفسیر کا رد کرتے ہوئے جس کی بنیاد پر احمد رضا نے ترجمہ کیا ہے۔ یعنی استغراق فی الحبۃ (محبت میں خودرفتہ ہوجانے) سے مرتبہ فنا وبقاء مراد لینا بھی ممکن نہیں کہ کمال ہر عمدہ مرتبہ اور مقام کا آپ کی ذات پاک میں منحصر ہے۔ یعنی استغراق فی الحبۃ یعنی محبت میں خودرفتہ ہوجانا مراد لینے میں مولانا نقی علی خاں صاحب والد احمد رضا کے نزدیک ضرور آپ ﷺ کے کسی کمال کی نفی لازم آتی ہے۔ جس کی تردید کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ کمال ہر عمدہ مرتبہ ومقام کا آپ کی ذات میں منحصر ہے۔ اب مولانا نقی علی خاں صاحب کے نزدیک آنحضور ﷺ کے کس کمال کی نفی لازم آتی ہے۔ اور وہ کس صورت میں جس کی وجہ سے احمد رضا کے ترجمہ استغراق فی الحبۃ یعنی محبت میں خودرفتہ ہوجانے کی تردید خود ان کے والد کر رہے ہیں۔ اس حقیقت کو واضح کرنا اہل بدعت کی ذمہ داری ہے۔ ناظرین کرام! علماء

دیوبند کے ترجموں کو غلط اور توہین آمیز ثابت کرنے کے میدان میں تنہا رضاء المصطفےٰ ہی نہیں ہیں کہ یہ کہنا کافی ہو جائے کہ وہ کوئی ذمہ دار عالم نہیں ہیں بلکہ اس میدان میں دیوبندی دشمنی کا ناپاک شوق پورا کرنے میں بڑی بڑی ہستیاں بھی نظر آرہی ہیں۔ مثلاً (١) سید محمد مدنی اشرفی جیلانی نے اپنی کتاب ''اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ'' (٢) اور بدرالدین احمد گورکھپوری نے اپنی کتاب سوانح اعلیٰ حضرت میں جس کی تعریف کرتے ہوئے مصطفےٰ رضا فرمارہے ہیں کہ مجھے یہ سوانح بہت پسند آئی۔ مولیٰ کریم آپ کی خدمت دینی قبول فرمائے۔ اور مزید توفیق بیش از بیش دے۔ نیز ارشد القادری بھی اپنے طویل مضمون میں اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مکرمی حضرت علامہ مولانا بدرالدین صاحب قادری رضوی گورکھپوری زید مجدہم اپنی جماعت کے متدین علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی کتاب سوانح اعلیٰ حضرت قبول عام کی عزت سے سرفراز ہوئی۔ (٣) اور ملفوظات کے ناشر فیاض الحسن بک سیلر نئی سڑک کانپور نے بھی ملفوظات کے ص: ٨ پر حیات فاضل بریلوی کے زیر عنوان یہی خدمت انجام دی ہے۔ (واضح ہو کہ ملفوظات کا یہ وہ ایڈیشن ہے جس میں قاری کے بجائے فزاری کی تاویل کا گورکھ دھندا نہیں چل سکتا) (٤) ملک شیر محمد خاں پاکستان نے اپنی کتاب محاسن کنز الایمان (٥) اختر رضا نے جن کا نسب ریحان رضا کی تحقیق کے مطابق کچھ اور ہی ثابت ہوتا ہے) اپنی کتاب (ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں) کے اندر وہی خدمت نجام دی ہے جو رضاء المصطفےٰ نے کی ہے تو کیا یہ تمام ناقابل اعتبار اور غیر ذمہ دار ہیں اگر نہیں تو کیا مولانا نقی علی خاں صاحب کو بھی خدا اور رسول کا گستاخ قرار دینے کی جرأت کی جائے گی؟ شعر

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا   جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

قاسم العلم والخیرات حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ کے خلاف مفتیان دیوبند کا فتویٰ کی شعبدہ بازی اس افسانے سے کچھ کم نہیں ہے جو جھوٹ کا پلندہ حسام الحرمین کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی مفتی کا کام تو محض سوال کے مطابق جواب دینا ہوتا ہے۔ سائل نے کیا خیانت کی ہے مفتی کو اس کی کیا خبر جیسا کہ آج کل عموماً طلاق کے معاملہ میں اصل واقعہ سے ہٹ کر اپنے موافق فتویٰ حاصل کرنے کیلئے خود سے سوال گھڑ لیا جاتا ہے۔ اور حضرت

نانوتوی قدس سرہ کی کتاب تصفیۃ العقائد کے حوالے سے جو عبارت پیش کی گئی ہے اس میں بھی اپنے موروثی فن کا یوں مظاہرہ کیا گیا ہے کہ ایک جگہ سے عبارت کا تھوڑا سا ٹکڑا لیکر پھر چار صفحہ بعد سے تھوڑا سا ٹکڑا ملا کر خود اپنی طرف سے ایک گھناؤنا الزام تراش لیا گیا ہے۔ کیا کوئی بھی رضاخانی علامہ ملامہ زندہ ہے جو یہ بتا سکے کہ کذب کی کتنی قسمیں ہیں؟ کیا اسلام میں ہر قسم کا کذب برا ہے؟ کیا خود حدیث میں بعض کذب کو جائز نہیں قرار دیا گیا ہے؟ کیا خود حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب تصفیۃ العقائد میں آنحضور ﷺ سے ہر قسم کے کذب کی نفی نہیں کی ہے؟ یہ سب کچھ دجل وفریب کے امام کی تقلید میں کیا جا رہا ہے جیسا کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی تین جگہ کی ناقص عبارات کو ایک کر کے اور پھر اس کا عربی میں غلط ترجمہ کر کے علماء عرب کو دھوکہ دیکر ان سے فتویٰ حاصل کر لیا گیا ہے اور آج اس دجل وفریب پر پردہ ڈالنے کیلئے علم و دیانت کو بیچ کر ''منصفانہ جائزہ'' کے نام سے یوں بکواس کی جارہی ہے کہ ہر عبارت مستقل ایک کفر ہے اور عربی میں اس لئے غلط ترجمہ کیا گیا ہے کہ یہ پوری کتاب کا خلاصہ ہے کیا ایسے ہٹ دھرموں کی شرافت وانسانیت کے کسی خانہ میں کھپت بھی ہو سکتی ہے؟ پینتالیس ہزار روپے انعام پر مشتمل اشتہار کا بھی خوب اپنے حسب حال تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہی آریوں کے چیلنج کا بھی حال تھا جو ان کا اپنا پرانا شیوہ رہا ہے کہ لا تقربوا الصلاۃ کو اگر مسلمان یہ ثابت کر دے کہ یہ آیت قرآن میں نہیں ہے تو پینتالیس ہزار روپے انعام اور اگر کوئی مسلمان اس کا ترجمہ کہ نماز کے قریب مت جاؤ کو غلط ثابت کر دے تو پینتالیس ہزار روپے انعام۔ اس طرح کے پرفریب چیلنج کی حقیقت کو عوام بھی خوب سمجھتی ہے۔ لیکن جس کو شرم وحیا اور شرافت ودیانت ہی سے دشمنی ہو اس کو تو ہرتا کردنی کرنی ہی پڑتی ہے۔ کافر کون جیسی جاہلانہ کتاب کے جواب کا مطالبہ کرنے میں اگر چہ تمہارا ماؤف دل تمہیں ملامت نہ کرے مگر عوام ضرور یہ کہے گی کہ بدنصیبو! اب رسوائی میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے کہ فریب سے بھری کتاب کے جواب کا پھر بے حیائی سے سوال اٹھا رہے ہو اور اس طرح ہمیں دھوکہ دے کر اپنے فرضی امام کا معتقد بنانے کی ناکام کوشش کر رہے ہو۔ ابھی کل تک تو علماء دیوبند کے جن ترجموں سے خدا اور رسول کی توہین ثابت کر رہے تھے اور آج جب مولانا نقی علی خاں صاحب بھی اسی کفری دلدل میں پھنس گئے تو ان کو اس دلدل سے نکالنے کیلئے وہ سب

ترجمے گم ہو گئے۔ جوابی اشتہار کا زیادہ تر حصہ علماء دیو بند اور ہم نو جوانان گھوسی کو گالی دینے میں سیاہ کیا گیا ہے۔ ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں کہ تمہیں اپنے امام کے دین و مذہب پر عمل کرنے کی مزید توفیق نصیب ہو۔ جوابی اشتہار جب بھی تیار ہو تو ہم نو جوانوں میں سے کسی کو ایک ضرور دیدیا جائے اس کے پہلے مطالبہ کے باوجود ہم ناکام رہے ہیں ہمیں اپنے آدمی کے ذریعہ دیوار پر چسپاں اشتہار سے نقل کرانا پڑا۔

احمد رضا کا معتبر ترین اور راجح تفاسیر سے انحراف

ودیگر ہفوات

خواب غفلت میں رہیں گے تابہ کے اہل چمن
برق کے شعلے حدود گلستاں تک آگئے

ناظرین کرام! انسان کی ہدایت اور دونوں جہاں میں اس کیلئے کامیابی کی راہ قرآن اور سرکار دو عالم ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور آپ کی مقدس تعلیمات میں منحصر ہے۔ قرآن و حدیث میں خودرائی اور پیوندکاری جہنم میں جانے کا پروانہ ہے۔ منجانب نو جوانان گھوسی نکلنے والے پچھلے دو اشتہارات میں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت روز روشن کی طرح واضح کی جا چکی ہے کہ احمد رضا بریلوی نے معتبر اور راجح تفاسیر سے بالقصد انحراف کر کے اہل سنت سے ہٹ کر ایک نیا ذہن پیدا کرنے کی زندگی بھر نہایت گھناؤنی اور ناکام کوشش کی ہے۔ جس پر پردہ ڈالنے کیلئے فرضی تعریف کے لاکھ افسانے تراشے جائیں لاکھ ڈرامے رچے جائیں سب بے سود ہیں۔ دین اسلام خدا کا قانون ہے جس کا سرچشمہ صرف قرآن و حدیث ہے۔ اور اس کی تا قیامت حفاظت کی ذمہ داری خود خدا نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ لہذا اس میں کسی قسم کی دخل اندازی کو قدرت کبھی معاف نہیں کرسکتی اور مر کر صرف اسی ایک خدا کے پاس سب کو جانا ہے۔ اگر اس پر ایمان ہے تو ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ شعر

من نمی گویم کہ ایں مکن و آں کن — مصلحت بیں و کار آساں کن
ہمارا کام سمجھانا ہے یارو — اب آگے چاہو مانو یا نہ مانو

ناظرین کرام! پچھلے دنوں اشتہارات میں بطور نمونہ صرف تین ہی آیات پر اکتفا کیا گیا تھا اور بتلایا گیا تھا کہ علماء دیو بند کے ترجمے معتبر تفاسیر کے عین مطابق ہیں اور احمد رضا کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب بھی علماء دیو بند کے ہی ساتھ ہیں اور احمد رضا کے ترجمہ کو غلط سمجھتے ہوئے خود ان کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب نے اس کی پرزور تردید کی ہے بطور نمونہ کے اول نمبر پر یہ آیت ہے: ووجدک ضالا فھدیٰ۔ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (ترجمہ احمد رضا) اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی۔ (ترجمہ مولانا نقی علی خاں صاحب) یہی ترجمہ تمام علماء دیو بند نے بھی کیا ہے۔ جس کو پیش کر کے آج پوری بریلوی جماعت رسول کی توہین ثابت کر رہی ہے۔ اور ساتھ ہی احمد رضا کے محرف ترجمہ کا ڈرامائی انداز میں نقلی مال کی طرح اخبار میں بھی پرچار کر رہی ہے۔ حالانکہ احمد رضا کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب نے احمد رضا کے ترجمہ کو یہ کہہ کر کہ (استغراق فی المحبۃ یعنی محبت میں خود رفتہ ہو جانے سے مرتبۂ فنا و بقاء مراد لینا بھی کسی طرح ممکن نہیں کہ کمال ہر عمدہ مرتبہ اور مقام کا آپ کی ذات پاک میں منحصر ہے) ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ (بس یہاں راہ کا نہ پانا ضلالت سے کہ بمعنی گمراہ کرنے کے ہے، تعبیر کیا گیا مفسرین اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھے کہ نزول وحی سے پہلے احکام شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب و تلاش منافی مرتبۂ نبوت کے نہیں) ناظرین کرام! اب وہ معتبر اور راجح تفاسیر بھی ملاحظہ فرمائیں جس کی بنیاد پر ترجمہ کرتے ہوئے مولانا نقی علی خاں صاحب پورے طور پر علماء دیو بند کے ساتھ ہیں، احناف کی معتبر ترین مایۂ ناز تفسیر روح المعانی میں ہے۔

(۱) ووجدک غافلا عن الشرائع التی لا تھتدی الیھا العقول ج:۱۰ص:۲۰۷۔ (ترجمہ) اور آپ کو ان شرائع سے غافل پایا جہاں عقل کی دسترس ممکن نہیں۔

(۲) ووجدک ضالا عما انت علیه الآن عن الشرائع فھدیٰ ای ھدالک الیھا۔ جلالین ص:۵۰۰ (ترجمہ) اور اللہ نے آپ کو اس شریعت سے جس پر آپ آج ہیں ناواقف پایا تو اس کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائی۔

(۳) ھداک الیھا کما قال ان کنت من قبله لمن الغافلین وقال ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً کما روی عن الحسن

والضحاک۔ حاشیہ جلالین ص:۵۰۰ (ترجمہ) اس کی طرف آپ کی رہبری فرمائی جس طرح اللہ نے فرمایا کہ اس سے قبل آپ بے خبروں میں تھے اور فرمایا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ (منتہائے کمال) ایمان کیا شے ہے اور لیکن ہم نے اسے نور بنایا حسن اور ضحاک سے ایسا ہی مروی ہے۔

(۴) ووجدک ضالاً جاھلاً فھدی فعلمک ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً الآیۃ۔ جامع البیان حاشیہ جلالین شریف مطبع مجتبائی دہلی ص:۵۰۰ (ترجمہ) اور اللہ نے آپ کو ناواقف اور بے خبر پایا پس رہنمائی فرمائی یعنی آپ کو اس چیز کا علم عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور (کمال) ایمان کی (انتہاء) کیا ہے

(۵) فاکثر المفسرین علی انہ کان ضالاً عما ھو علیہ الآن من الشریعۃ فھداہ اللہ تعالی الیھا۔ حاشیہ جلالین مطبع مجتبائی کانپور ص:۳۹۵۔ اکثر مفسرین اس بات پر ہیں کہ آپ اس شریعت سے بے خبر تھے جس پر آج فائز ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائی۔

(۶) ووجدک ضالاً ای غیر عالم ولا واقف علی معالم النبوۃ واحکام الشریعۃ۔ تفسیر مدارک جز، رابع طبع مصر ص:۲۷۲ (ترجمہ) اور آپ کو بے خبر یعنی علوم نبوت و احکام شریعت سے ناواقف پایا۔

(۷) نیز تفسیر بیضاوی (۸) تفسیر کبیر (۹) صاوی (۱۰) تفسیر مظہری وغیرہ۔ میں بھی سب سے اول نمبر پر یہی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جو صحابہ اور تمام ائمہ مفسرین کے نزدیک معتبر ترین اور راجح تفسیر ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

ناظرین کرام! کیا بقول مولانا نقی علی خاں صاحب کے صحابہ سے لیکر تمام ائمہ مفسرین نے جس معتبر اور راجح تفسیر کو اختیار اور پسند کیا ہے۔ اس سے انحراف کرنا اور ناقابل تسلیم و ضعیف تفسیر کو اپنانا اور پھر احمد رضا کی بے جا حمایت میں پوری ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان کے ترجمہ کی برتری ثابت کرنا ایمان رہتے ہوئے بھی بھلا کسی سے ممکن ہے۔ احمد رضا کے غلط ترجمہ کی بیجا برتری ثابت کرنیوالے کیا اب بھی اپنی اس ناپاک حرکت سے باز نہیں آئیں گے۔ کیا قرآن بچوں کا کھیل ہے کہ اناپ شناپ جو کچھ لکھ دیا جائے ایمان میں کوئی خلل نہ

آئے گا۔ ہر مسلمان کو انصاف کے ساتھ پڑھنا اور اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا اس کے ایمان کا تقاضا ہے۔ احمد رضا کا قرآن کے ساتھ یہ معاملہ کوئی اتفاقی نہیں۔ لہذا اس کے دیگر مخالف حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے ترجمہ میں کتنی تحریفیں کی ہیں اور جاہلی کی دیہاتی زبان میں کس طرح اردو کی ٹانگ توڑی ہے۔ کتنی جعلی حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔ فقہی عبارات میں کتنی الٹ پلٹ کی ہے۔ ان کی تصانیف میں قرآنی آیات کے اندر کس قدر لفظی ترمیمات اور کتنی معنوی تحریفات کی بھرمار ہے۔ ماشاءاللہ اس کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں وہ تو اسی لئے پیدا ہی ہوئے تھے۔ آخر ان کو اعلیٰ حضرت بھی تو بننا تھا۔ اور قسمت سے نقل راچہ عقل کے مصداق کچھ بے بصیرت وقت کے نام نہاد اور جاہ طلب علماء بھی ان کے ہاتھ لگ گئے تھے ورنہ قابل ذکر اہل علم میں سے کون گھاس ڈالنے والا ہی تھا۔ (شعر)

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو　　　سیر ہو یا پاؤ ہو یا پون ہو

ہر ایک کی متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن باانصاف ناظرین کرام سے گذارش ہے کہ سردست بطور نمونہ صرف ایک ہی ایک مثال سے لطف اندوز ہونے پر اکتفا کریں۔

(۱) غلط ترجمہ کا ایک نمونہ: فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔ سو اب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ (ترجمہ شیخ الہند) سوائے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا۔ (ترجمہ احمد رضا)۔ پہلے ترجمے سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی طرف سے ان کو کافی ہے۔ ان سے خود نمٹ لیں گے۔ مگر احمد رضا نے اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ کے بجائے ان مشرکین کی طرف سے پیش کر دیا۔ استغفر اللہ۔ آخر احمد رضا کے ترجمہ کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی طرف سے حضور ﷺ سے خوب نمٹے گا۔ (معاذ اللہ)

(۲) موضوع حدیث کا ایک نمونہ ملفوظ حصہ چہارم میں ہے کہ دوسری حدیث سخت تر ہے۔ لا تمارضوا فمترضوا فتدخلوا النار۔ کیا حنفی جید عالم حدیث ملا علی قاریؒ کی تحقیق کی رو سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث موضوع اور جعلی نہیں؟

(۳) فقہی عبارات میں الٹ پلٹ کا ایک نمونہ ملفوظ حصہ دو میں فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ایک عبارت اس طرح پیش کی گئی ہے۔ لا یجوز نکاح المرتد مسلمۃ ولا کافرۃ

اصلیۃ ولا مرتدۃ و کذا لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔ کیا بعینہٖ اسی طرح اور انہیں الفاظ کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری میں کوئی عبارت دکھائی جا سکتی ہے۔

(۴) آیات میں لفظی تحریفات کا ایک نمونہ اینما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ (الزبدۃ الزکیۃ ص: ۲۴ مجبوب المطابع دہلی) کیا یہ آیت قرآن میں اسی طرح ہے۔

(۵) قرآن میں معنوی تحریفات کا ایک نمونہ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں (ترجمہ احمد رضا)۔

ناظرین کرام خاص توجہ فرمائیں! مشرکین بشریت کے ساتھ رسالت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا۔ قرآن نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اور رسالت کا واضح طور پر اعلان کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ نہ آپ صورت بشری میں کفار جیسے ہیں کہ آپ جیسی درخشندہ پیشانی اور نورانی چہرہ کسی اور کے لئے ممکن ہی نہیں اور نہ آپ حقیقت بشری میں کفار کی طرح ہیں۔ اس لئے کہ کفار کو انسانی صفات و بشری کمالات سے محرومی کی بناء پر اولٰئک کالانعام بل ھم اضل۔ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کہا گیا ہے گویا کفار اپنی گراوٹ کی وجہ سے نوع بشری ہی سے خارج ہو گئے۔ لہٰذا ہم نہ ظاہر صورت بشری ہی میں کفار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کہہ سکتے ہیں۔ نہ ہی حقیقت بشری میں قرآن میں تو صرف نوع بشری کا بیان ہے۔ جس میں تمام انسان شریک ہیں۔ اور ذات میں سب متحد لیکن سب ایک دوسرے کے برابر ہرگز نہیں۔ احمد رضا نے اپنی بات کو قرآن میں گھسیڑ دیا کہ معاذ اللہ آپ ظاہر صورت بشری میں کفار جیسے ہیں (استغفر اللہ) ایسا گندہ عقیدہ بریلوی ہی فرقہ کو مبارک ہو کوئی مسلمان تو کیا ایک معمولی انسان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی بدترین توہین ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔

(۶) احمد رضا نے اپنے ملفوظ میں میاں کا تین معنی بیان کیا ہے: (۱) مولیٰ بمعنی آقا۔ (۲) شوہر (۳) زنا کا دلال۔ ساتھ ہی پہلے یہ ایک بات بھی بطور خاص قابل ذکر ہے کہ احمد رضا کی باتوں کی ان کے حلقہ میں کیا حیثیت ہے۔ اور ان کا کیا مقام ہے۔ خود احمد رضا کی کتاب "الصمصام" کے صفحہ (۳) پر بعنوان پیغام شمس العلماء بدر الفضلاء، رئیس المتکلمین والصوفیا حضرت علامہ شمس الدین احمد صاحب صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ یہ عبارت احمد رضا کی

تعریف میں تحریر ہے کہ پہلے فتوے اور تصنیف سے لیکر آخری فتویٰ اور آخری کتاب تک کسی کی بھی رد و تقابل نہیں کی جا سکتی کوئی بھی علمی غلطی آپ کی کتب میں نہیں پائی جا سکتی۔

رضاخانیوں کے گمان کے مطابق احمد رضا میں اس علمی استحکام اور پختگی کے باوجود آپ حضرات اب لفظ میاں کے مذکورہ تینوں معنوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں کہ "ذات باری تعالیٰ پر اس (لفظ میاں) کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ (ملفوظ حصہ اول)۔

ناظرین کرام! احمد رضا نے لفظ میاں کے اطلاق کو ذات باری تعالیٰ پر ممنوع قرار دے کر اپنے والد مولانا نقی علی خاں صاحب سے ایک بار پھر لڑائی مول لی ہے۔ چنانچہ مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں: اگر ان سے (یعنی اللہ والوں سے) استفسار ہو (یعنی پوچھا جائے) کہ دنیا کو کیا سمجھتے ہو کہیں جب سے ہم ہوشیار ہوئے اپنے مولیٰ کی یاد میں رہے ہم نے دنیا کو نہ جانا اور اس کے لطف کو نہ پہچانا۔ ہم تو اپنے میاں سے مطلب رکھتے ہیں۔ (الکلام الاوضح ص: ۲۳۷) اس عبارت میں مولانا نقی علی خاں صاحب نے اللہ تعالیٰ کے لئے میاں کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لہٰذا اب احمد رضا کی جانب سے خود اپنے والد مولانا نقی علی خاں کیلئے کیا فتویٰ ہوگا؟

(۷) احمد رضا اپنے وصایا میں فرماتے ہیں "ننھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں" ذرا غور فرمائیں کہ احمد رضا نے ننھے سلمہ کیلئے میاں کا لفظ کس معنی میں استعمال کیا ہے؟

(۸) احمد رضا نے اپنی کتاب الکوکبۃ الشہابیۃ میں تقویۃ الایمان کی مختلف عبارتوں سے تھوڑے تھوڑے فقرے اس طرح نقل کئے ہیں: (۱) جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے (۲) اللہ صاحب نے فرمایا کہ کو میرے سوا نہ مانیو (۳) اللہ کے سوا کسی کو نہ مان (۴) اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ تقویۃ الایمان کے یہ چار ٹکڑے مختلف عبارتوں سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا۔ مولانا نقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ: (۱) آدمی تمام عالم سے علاقہ قطع کر کے خدا ہی کا ہو جاوے اور اسی سے کام رکھے (الکلام الاوضح ص: ۲۰) (۲) سوا خالق کے کسی سے کام نہ رکھے۔ (ص: ۲۹) غیب سے سوا خدا کے کوئی خالی نہیں ص: ۲۳۔ (۴) سوائے خدا کے کسی کی رضامندی اور

خوشی سے کام نہ رکھے ص: ۴۷۔ فی الحال ہم بھی صرف انہیں چار عبارتوں پر اکتفا کر رہے ہیں ۔اور سمجھتے ہیں کہ کوئی بد دیانت علم وعقل اور شرم وحیا سے محروم ہی ہوگا۔ جو یہ کہے کہ مولانا نقی علی خاں صاحب نے یہاں انبیاء وملائکہ وغیرہ تمام ایمانیات سے صاف انکار کر دیا کہ انبیاء کو عیب سے خالی مانے نہ انبیاء سے کوئی علاقہ رکھے نہ انبیاء کی خوشی سے کام رکھے۔ (۹) اور محتاج کو دیکر اس قدر خوش ہوتے۔ جیسے بخیل مال کے ملنے سے خوش ہوتا ہے۔ص: ۱۲۸، کیا یہاں آنحضورﷺ کو بخیل سے تشبیہ دینا نہیں پایا گیا؟ جبکہ حدیث میں بخیل کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ (۱۰) اٹھارہ ہزار شخص ایسے عابد تھے کہ عمل ان کے مانند عمل پیغمبروں کے تھے،ص: ۳۰۔کیا یہاں پر غیر نبی کے عمل کو نبی کے عمل کے برابر قرار دینے میں نبی کی توہین نہیں ہوئی۔

تلک عشرة کاملة ۔

(شعر)

صیاد کی نگاہ اسی دن سے تجھ پہ تھی　　جس دن کہ آشیاں میں تجھے بال وپر ملے

''الملفوظ اور بدترین توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم''

وہ بیٹھے رہتے ہیں دیکھوں تو بت بنے کب تک
جو بے قرار نہ کردوں تو بے قرار نہیں

ناظرین کرام! ملفوظات اعلیٰ حضرت میں احمد رضا خاں بریلوی کی وہ باتیں جمع کی گئی ہیں جو وہ خصوصاً اپنی عصر بعد کی مجلس میں لوگوں کے عرض کرنے پر بے دھڑک ارشاد فرمایا کرتے تھے۔جن کو انتہائی بیش قیمت سمجھ کر اپنے حق میں ذریعہ نجات کے تصور سے قیامت تک کے لوگوں کی رہنمائی کیلئے ان کے لڑکے مصطفیٰ رضا خاں جھٹ سے لکھ لیتے تھے۔اور احمد رضا کی حیات ہی میں ان کے تمام ارشادات عالیہ کو ان کے لڑکے نے ترتیب دیکر چار حصوں کی صورت میں مکمل بھی کر لیا تھا اور بعد نظر ثانی کے احمد رضا نے خود ہی اس کا تاریخی نام بھی بنام ''الملفوظ'' تجویز کیا ہے۔لہذا ان جواہر پاروں کی چاشنی سے کچھ آپ حضرات بھی لطف اندوز ہوں۔

عرض: حضور فنا فی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ارشاد: یہ خیال رہے کہ میرا شیخ میرے سامنے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار

رسالت سے فیوض وانوار شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آ رہے ہیں ۔پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر وحجر ودیوار ودر پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی۔اور پھر ہر حال اپنے ساتھ پائے گے۔حافظ الحدیث احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جاتے تھے۔راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی، یہ نظر اول تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی۔اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر ومرشد تشریف فرما ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ احمد عالم ہو کر،انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہئے۔عرض کیا کہ حضور اس وقت وہ سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی۔سوتے میں جان ڈال لی تھی۔عرض کیا کہ حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا۔تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔الملفوظ حصہ دوم۔

غالباً یہ تصور شیخ بھی جنات کو اپنے تابع اور مسخر کرنے کیلئے کسی عامل کے چلہ کی طرح شیخ کو اپنا دم چھلا بنا لینے کیلئے مرید کے واسطے ایک ایسا نایاب تسخیری عمل اور بیش بہا نسخہ کیمیا ہے کہ تا زندگی ہر آن شیخ اپنے ہر مرید کے پیچھے لگا رہتا ہے۔اور مرید داروئے اصلاح عمل سے برابر شفایاب ہوتا رہتا ہے۔ناظرین کرام! ان دونوں واقعوں سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شیخ کے ہزار دو ہزار بھی مرید ہوں تو وہ شیخ اپنے تمام مریدوں کے ہر ہر عمل سے جہاں ہمہ وقت باخبر ہے وہاں ہر مرید کے ساتھ بھی رہتا ہے۔یعنی اولیاء غیب داں اور ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔

عرض: کتے کا ڑواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد: صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔لیکن بلا ضرورت پالنا نہ چاہئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔حدیث صحیح ہے کہ جبرئیل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبرئیل حاضر نہ ہوئے سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبریل علیہ السلام در دولت پر حاضر ہیں۔فرمایا ''کیوں'' عرض کیا انا لا

لا تدخل بیتا فیہ کلب او تصاویر ''رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا۔ پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔ (الملفوظ حصہ سوم) ناظرین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ اولیاء تو غیب داں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہوں اور امام الانبیاء نبی آخر الزماں ﷺ اپنے در دولت پر موجود جبریل کو نہ جان سکیں باہر تشریف لانا پڑے۔ جبریل کے اندر نہ آنے کا سبب آپ کو معلوم نہ ہو۔ جبریل کو بتانا پڑے۔ پلنگ کے نیچے پلے کے ہونے کا علم نہ ہو تلاش کرنے پر ملے کیا از روئے مذہب رضا خانی توہین رسالت کی یہ ایک بدترین مثال اور بھیانک تصویر نہیں ہے؟ تو پھر اور کیا ہے۔ لہذا ابنائے زمانہ کو علماء دیوبند کی عبارتوں میں تحریف و خیانت کے اپنے پرانے ذلیل کرتب سے عوام کو مسحور اور گمراہ کرنے کا جادو چلانے اور ان کو علماء دیوبند کی کتابیں دیکھنے سے روکنے کی اپنی مذبوحی حرکت سے باز رہ کر اپنے ایمان اور آخرت کی فکر کرنی چاہئے۔ شعر

جاؤ تم عالم فرصت کا تماشہ دیکھو — چھوڑ دو گردش تقدیر کو تقدیر کیساتھ

والد احمد رضا حضرت مولانا نقی علی خاں صاحبؒ

احمد رضا کی نظر میں

وہ جناب فضائل مآب، تاج العلماء، راس الفضلاء، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف حجۃ الخلف، رضی اللہ عنہ وارضاہ وفی اعلیٰ غرف الجنان بواہ، سلف جمادی الآخرۃ یا غرۂ رجب ۱۲۴۶ھ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم ... عارف باللہ، صاحب کمالات باہرہ، وکرامات ظاہرہ، حضرت مولانا ... صاحب روح اللہ روحہٗ ونور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا۔

... علم کا پایۂ ذروۂ علیاء کو پہونچایا۔ راست می گویم ویزداں نہ ... جودت انظار، وحدت افکار، فہم وصائب ورائے ثاقب، حضرت حق جل و علا نے ... عطا فرمائی۔ ان دیار وامصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی، فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔......... تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں۔ نافع مسلمین ودافع مفسدین والحمد للہ رب العٰلمین۔

ازاں جملہ "الکلام الاوضح فی تفسیر سورۂ الم نشرح" کہ مجلد کبیر ہے۔ علوم کثیرہ پر مشتمل .... سرور القلوب فی ذکر المحبوب، کہ مطبع نول کشور میں چھپی۔ (الکلام الاوضح ص: ر۔ز)

Rs: 35/-